Bodleian Libraries
UNIVERSITY OF OXFORD

This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.

ہو جاے بیت آزردہ نکر دل تو دے یار کسیکا ٭ وقت ایک سا رہتا نہین ہر بار کسیکا ٭ یہ
مصلحت دور اندیشی سے بعید ہے سوچکر شاہزادے سے فرمایا کہ اے شاہزادے یہ مال تیرا ہے اسپر تجھے
اختیار ہے جو چاہے سو کر اوس وقت شاہزادے نے چار گھوڑے شوخ و مضبوط اصطبل سے منگوالیے
اور اونکے پاؤن کے نیچے زنگی کو چومیخا کر کے بندھوا کر کوڑے لگوانی شروع کیے یہان تک کہ
صدمے سے ضرب تازیانے کی پیٹ اوسکا پرزے پرزے اور گھوڑون کی ٹاپون سے ہاتھ پاؤن اوسکے
ریزہ ریزہ ہو گئے مہرانگیز اس حالت کو دیکھکر سہم کر گریہ وزاری کرنے لگی کہ مجھے بھی اسیطرح سے
شاہزادہ سزا کو نہ پہونچاوے تب ڈر کر یہ تمہید بنا کر بولی کہ اے شاہزادے جو شخص بہت محنت اور مشقت سے
ایک جواہر قیمتی کو پاوے چاہیے کہ اوسکو بحفاظت تمام رکھے اور اوسکی عزت کرے اور یہ تقصیرین جو
مجھ سے ظاہر ہوئین اوسکو محض ارادت ایزدی سمجھنا چاہیے اور جو بھائی آپکے یا غیر میری ذات سے
اپنی زندگی سے دست بردار ہوئے ہین اونکی تقدیر مین منشی قدرت نے ایسا ہی لکھا تھا اور میری
قسمت بھی ساتھ تیرے تھی اگر ایسا سبب نہوتا تو تو اوس مکان پر کیونکر پہونچتا اور کسیکی کیا طاقت تھی
جو اس بات کو دریافت کرے کہ زنگی کو تخت کے نیچے سے نکال لاتا اور میرا ہاتھ پکڑ لیتا آج تک میرے
نہال نو خیز کے ثمر کیطرف کسیکا دست آرزو نہین پہونچا اور سیب غبغب اور پستہ لب کی حلاوت کا مزا
کسی نے نہین چکھا اس بات کی تحقیق جس طرح سے تیرا جی چاہے کرلے غرض کسی نوع سے مجھپر اثبات
اس بات کا نہین ہے جو تیرے گمان مین ہے شاہزادہ اس رمز کو سمجھا اور مہرانگیز کا خائف ہونا بھی
معلوم کیا مگر اسکی تقریر دلچسپ اور خوش گفتاری اور سلیقہ شعاری سے بہت خوش ہو گئے ایک دن
اچھی سی ساعت دیکھکر اوسکے ساتھ عقد نکاح باندھکر باقی عمر عیش و کامرانی مین بسر کی

خاتمۃ الطبع

بعد شکر اوس باغبان حقیقی کے کہ جسکی آبیاری عنایات سے باغ جہان سر سبز ہے باہتمام تمام
منصرم باکمال لالہ بشیشر دیال قصہ گل و صنوبر مطبع منشی نولکشور واقع شہر کانپور
ماہ اپریل ۱۸۶۹ء مین چھپکر رائحہ بخش دماغ
اہل شوق ہوا فقط

INDIAN INSTITUTE

تیرھوین داستان شہزادے کا اپنے شہر مین مہر انگیز کو لیکر آنا اور بیان کرنا تمام حقیقت کا اول سی تا آخر اپنے باپ سے اور زنگی کی سزا دینے مین اور نکاح کرنا مہر انگیز سے اور خاتمہ کتاب

القصہ شاہزادہ چندے رہکر عروسی اور دامادی کی رسومات سی فارغ ہو شاہ قیموس سے رخصت ہوکے اپنی ولایت کو روانہ ہوا اور بفضل الٰہی مع حبشی او رجمیلہ خاتون اور مہر انگیز اپنے شہر مین داخل ہوا جسکہ یہ مژدہ شمشاد لعل پوش اور اوسکے پدر بزرگوار کو پہونچا شام غم اوسکی صبح نشاط سے مبدل ہوئی اور جنھون نے کہ اوسکے درد فراق سے رو رو کر آنکھونکو چشمہ روان کیا تھا اور اونکے بدنمین مرض مہاجرت سے فقط سانس کا کھٹکا باقی رہگیا تھا یکبارگی اس خوشخبری کے سنتے ہی اوںھون نے زندگی دوبارہ پائی سارے شہر مین خوشی کی منادی پھر گئی اور گھر گھر مبارک سلامت ہونے لگی بادشاہ نے اتنی خیرات کی کہ کنگال نہال ہوگئے اور درویش تونگر بنگئے شاہزادہ بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا بادشاہ اگرچہ بسبب پیری اور شاہزادیکے غم فراق سے ازبسکہ ضعیف و ناتوان ہوگیا تھا تاہم جوش الفت سی ڈگمگاتی ہوئے دوڑ کر شاہزادے کو چھاتی سے لگا کر منہ ہاتہ چومتا رہا اور گلے ملکر اور داڑھ مارکر بہت سا رویا شاہزادہ بھی قدمبوسی کرکے دست بستہ ہو بہت سی تسلی دیتا رہا اور ہر طرح سے بادشاہ کو گریہ و زاری سے بازرکھا چونکہ بسبب رونیکے نہایت ضعف بصارت حاصل ہوا تھا شاہزادے نے جو سرمہ سلیمانی سیمرغ کی پاس سے لایا تھا بادشاہ کی آنکھونمین لگایا بمجرد لگانیکے آنکھین روشن ہوگئین اور بینائی حاصل ہوئی سچ تو یہ ہے کہ شاہزادہ ہی فی الحقیقت چشم و چراغ خاندان تھا اسکا دیدار سرمۂ سلیمانی سے بھی افضل تھا اس باعث سے اگر نور نگاہ کا دمبدم بڑھتا تو کچھ تعجب نتھا الغرض شاہزادے نے تمام حقیقت سفر و اتفاق مین جانے کی وسیلے سی سیمرغ کی اور اختیار کرنا دختر زنگی کا اور محبت جمیلہ خاتون کی اور شرمندہ کرنا مہر انگیز کے باپ کو اور مخلصی پانی لطیفہ بانو کے سحر سے مفصل عرض کی بادشاہ اسکی ہمت اور جوانمردی پر تحسین اور آفرین کرکے دعائین دینے لگا شاہزادے نی مہر انگیز کے ہاتہ پانون باندھکر حضور مین بادشاہ کی لاکے حاضر کیا اور عرض کی کہ اس خونخوار نے حضور کے فرزندون کو ہلاک کیا ہے اور بندہ اسکو بہت محنت اور مشقت سے حضور مین لایا ہے اب جو کچھ مرضی مبارک ہو حکم فرمائیے بادشاہ نے دل مین مصلحت کی کہ شاہزادہ عشق اور محبت مین اسکے گرفتار ہے کہ جسکے لیے اتنی محنت اور مشقت کھینچکر اسکو یہانتک لایا ہی اب ہم اگر تو عدیگر حکم دیتے ہیں خدانخواستہ خاطر شاہزادیکی آزردہ

شاہ قیموس مسند شاہی پر زینت بخش ہوئے تب شاہزادے نے کہا کہ اے مہر انگیز اب بھی خبردار ہو جبکہ مین تیرے سوال کا جواب دونگا اوس وقت میرا اختیار ہے جو چاہونگا سو کرونگا مہر انگیز نے بادشاہ کے روبرو بیحیائی سے وہ بھی قبول و منظور کیا اور بادشاہ نے بھی اقرار کیا تب شاہزادے نے کہا کہ صاحبان مجلس حقیقت اس سوال کی آج تک مانند پردۂ فلک کے کسی پر منکشف نہین ہوئی ہے مگر اب مین اسکو بیان کرتا ہون پہلے یہ پوچھیے کہ یہ حقیقت شاہزادی نے کہان سے سنی کہ جسکے لیے ناحق خدا کے بندون کو ہلاک کرتی ہے تب حاضران مجلس نے حیرتناک ہوکر پھر اوس سے پوچھا اونھنے سوائے خموشی کے چارہ نہ دیکھا تب شاہزادے نے کہا کہ اے مہر انگیز مین حقیقت سے گل و صنوبر کی خوب واقف ہون مگر راستی اسکی کیونکر تجھکو معلوم ہوا لازم ہے کہ آپ نے جس سے وہ احوال سنا ہے اوس شخص کو حاضر کیجیے کہ میری درستی کلام پر شہادت دے پھر بھی مہر انگیز نادانی سے بادشاہزادے سے جواب طلبی کرتی تھی اور شاہزادہ بھی شاہد چاہتا تھا آخر ناچار اور کھسیانی ہوکر بولی کہ مینے کسی مسافر سے یہ قصہ سماعت کیا تھا اب اوسکو کہان سے لاؤن جو حاضر کرون تب شاہزادہ خفگی سے بے اختیار ہوکر بولا کہ اگر مین ابھی اوس مسافر کو حاضر کرون تو کیا ہووے تب مہر انگیز نے کہا کہ ازین چہ بہتر اوس وقت شاہزادہ شاہ قیموس کو ہاتھ پکڑ کے مہر انگیز کے تخت کی نزدیک لے گیا اور خادمون کو حکم کیا کہ اس تخت کو یہان سے ہٹا کر لیچلو خادمون نے جو نہین تخت کو اوٹھایا وہین شیشۂ راز مہر انگیز سنگ رسوائی پر گر کے چکنا چور ہو گیا یعنی تخت کے نیچے سے وہ زنگی جسے پوشیدہ کر رکھا تھا نمودار ہوا شاہزادے نے فوراً اوسکو گرفتار کیا شاہ قیموس دیکھنے سے اس تماشے عجیب کے بدحواس ہوکر عرق غیرت مین غرق ہو گیا اور حاضران مجلس سب کے سب سرنگون ہوکر متحیر ہوگئے اوس وقت بھی مہر انگیز بیحیائی سے کہتی تھی کہ اے شاہزادے بتلا بتلا کہ گل با صنوبر چہ کرد تب شاہزادے نے کہا کہ حیف اس سوال کرنے پر تم عجب بیحیا ہو اور اب تک بھی تمھین شرم نہ آئی کہ اس ماجرے کو بار بار پوچھ رہی ہو آخر کار زنگی کو مجلس مین لا کر بٹھایا اوس وقت شاہزادے نے حقیقت گل و صنوبر کی ابتدا سے تا آخر اور سرگذشت اپنے پہونچنے کی اوس ملک مین لیکر کہنی شروع کی اور ہر ایک احوال پر اوس زنگی کی شہادت لیتا رہا جبکہ شاہزادے نے قصہ گل و صنوبر کا تمام کیا تب زنگی نے کہا کہ اے شاہزادے جو کچھ کہ تو نے کہا ہے نہایت درست اور سچ ہے اوس وقت شاہ قیموس و حاضران مجلس شاہزادے کی دانائی پر تحسین اور آفرین کرنے لگے شاہزادہ بھی بادشاہ کی مہربانی اپنے حال پر پا کے بہت خوش ہوا آخر بادشاہ نے دولت بیشمار دیکر اوس لڑکی کو شاہزادے کو تفویض کیا

تیرھوین داستان شہزادے کا اپنے شہر مین مہرانگیز کو لیکر آنا اور بیان کرنا تمام حقیقت کا اول سی تا آخر اپنے باپ سے اور زنگی کی سزا دینے مین اور نکاح کرنا مہرانگیز سے اور خاتمہ کتاب

القصہ شاہزادہ چندے رہکر عروسی اور دامادی کی رسومات سی فارغ ہو شاہ قیموس سے رخصت ہوکر اپنی ولایت کو روانہ ہوا اور بفضل الٰہی مع حبشی اور جمیلہ خاتون اور مہرانگیز اپنے شہر مین داخل ہوا جبکہ یہ مژدہ شمشاد لعل پوش اوسکے پدر بزرگوار کو پہونچا شام غم اوسکی صبح نشاط سے مبدل ہوئی اور جنھون نے کہ اوسکے درد فراق سے رو رو کر آنکھون کو چشمہ رواں کیا تھا اور اونکے بدن مین مرض مہاجرت سے فقط سانس کا کھٹکا باقی رہگیا تھا یکبارگی اس خوشخبری کے سنتے ہی اونھون نے زندگی دوبارہ پائی سارے شہر مین خوشی کی منادی پھر گئی اور گھر گھر مبارک سلامت ہونے لگی بادشاہ نے اتنی خیرات کی کہ کنگال نہال ہو گئے اور درویش تونگر بنگئے شاہزادہ بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا بادشاہ اگرچہ بسبب پیری اور شاہزادے کے غم فراق سے از بسکہ ضعیف و ناتوان ہو گیا تھا تاہم جوش الفت سی ڈگمگاتی ہوئے دوڑ کر شاہزادے کو چھاتی سے لگا کر منہ ہاتہ چومتا رہا اور گلے ملکر اور داڑھ مار کر بہت سا رویا شاہزادہ بھی قدمبوسی کر کے دست بستہ ہو بہت سی تسلی دیتا رہا اور ہر طرح سے بادشاہ کو گریہ و زاری سے باز رکھا چونکہ بسبب رونیکے نہایت ضعف بصارت حاصل ہوا تھا شاہزادے نے جو سرمہ سلیمانی سیمرغ کی پاس سے لایا تھا بادشاہ کی آنکھون مین لگایا بمجرد لگانیکے آنکھین روشن ہو گئین اور بینائی حاصل ہوئی سچ تو یہ ہے کہ شاہزادہ ہی فی الحقیقت چشم و چراغ خاندان تھا اسکا دیدار سرمۂ سلیمانی سے بھی افضل تھا اس باعث سے اگر نور نگاہ کا دمبدم بڑھتا تو کچھ تعجب نتھا الغرض شاہزادے نے تمام حقیقت سفر واقاف مین جانیکی وسیلے سی سیمرغ کی اور اختیار کرنا دختر زنگی کا اور محبت جمیلہ خاتون کی اور شرمندہ کرنا مہرانگیز کے باپ کو اور مخلصی پانی لطیفہ بانو کے سحر سے مفصل عرض کی بادشاہ اسکی ہمت اور جوانمردی پر تحسین و آفرین کر کے دعائین دینے لگا شاہزادے نے مہرانگیز کے ہاتہ پاؤن باندھکر حضور مین بادشاہ کی لا کے حاضر کیا اور عرض کی کہ اس خونخوار نے حضور کے فرزندون کو ہلاک کیا ہے اور بندہ اسکو بہت محنت اور مشقت سے حضور مین لایا ہے اب جو کچھ مرضی مبارک ہو حکم فرمائیے بادشاہ نے دل مین مصلحت کی کہ شاہزادہ عشق اور محبت مین اسکے گرفتار ہے کہ جسکے لیے اتنی محنت اور مشقت کھینچکر اسکو یہان تک لایا ہے اب ہم اگر نوع دیگر حکم دیتے ہین خدا نخواستہ خاطر شاہزادے کی آزردہ

شاہ قیموس مسند شاہی پر زینت بخش ہوئے تب شاہزادے نے کہا کہ اے مہرانگیز اب بھی خبردار ہو جبکہ مین تیرے سوال کا جواب دونگا اوس وقت میرا اختیار ہے جو چاہونگا سو کرونگا مہرانگیز نے بادشاہ کے روبرو بیحیائی سے وہ بھی قبول و منظور کیا اور بادشاہ نے بھی اقرار کیا تب شاہزادے نے کہا کہ صاحبان مجلس حقیقت اس سوال کی آج تک مانند پردۂ فلک کی کسی پر منکشف نہین ہوئی ہے مگر اب مین اسکو بیان کرتا ہون پہلے پوچھیے کہ یہ حقیقت شاہزادی نے کہان سے سنی کہ جسکے لیے ناحق خدا کی بندون کو ہلاک کرتی ہے تب حاضران مجلس نے حیرتناک ہوکر پھر اوسسے پوچھا اوسنے سوائے خموشی کے چارہ نہ دیکھا تب شاہزادے نے کہا کہ اے مہرانگیز مین حقیقت سے گل و صنوبر کی خوب واقف ہون مگر راستی اسکی کیونکر تجھکو معلوم ہوا لازم ہے کہ آپ نے جس سے وہ احوال سنا ہے اوس شخص کو حاضر کیجیے کہ میری درستی کلام پر شہادت دیوے پھر بھی مہرانگیز نادانی سے بادشاہزادے سے جواب طلبی کرتی تھی اور شاہزادہ بھی شاہد چاہتا تھا آخر ناچار اور کھسیانی ہوکر بولی کہ مینے کسی مسافر سے یہ قصہ سماعت کیا تھا اب اوسکو کہان سے لاؤن جو حاضر کرون تب شاہزادہ خفگی سے بے اختیار ہوکر بولا کہ اگر مین ابھی اوس مسافر کو حاضر کرون تو کیا ہووے تب مہرانگیز نے کہا کہ از ین چہ بہتر اوس وقت شاہزادہ شاہ قیموس کو ہاتھ پکڑ کے مہرانگیز کے تخت کی نزدیک لے گیا اور خادمون کو حکم کیا کہ اس تخت کو یہان سے ہٹا کر لیچلو خادمون نے جونہین تخت کو اوٹھایا وہین حقیقت راز مہرانگیز سنگ سوائی پر گر کے چکنا چور ہوگیا یعنی تخت کی نیچے سے وہ زنگی جسے پوشیدہ کر رکھا تھا نمودار ہوا شاہزادے نے فوراً اوسکو گرفتار کیا شاہ قیموس دیکھنے سے اس تماشے عجیب کے بدحواس ہوکر عرق غیرت مین غرق ہوگیا اور حاضران مجلس سب کی سب سرنگون ہوکر متحیر ہوگئے اوس وقت بھی مہرانگیز بیحیائی سے کہتی تھی کہ اے شاہزادے تبلا تبلا کہ گل با صنوبر چہ کرد تب شاہزادے نے کہا کہ حیف اس سوال کرنے پر تم عجب بیحیا ہو اور اب تک بھی تمھین شرم نہ آئی کہ اس ماجرے کو بار بار پوچھ رہی ہو آخر کار زنگی کو مجلس مین لا کر بٹھایا اوس وقت شاہزادے نے حقیقت گل و صنوبر کی ابتدا سے تا آخر اور سرگذشت اپنے پہونچنے کی اوس ملک مین لیکر کہنی شروع کی اور ہر ایک احوال پر اوس زنگی کی شہادت لیتا رہا جبکہ شاہزادے نے قصہ گل و صنوبر کا تمام کیا تب زنگی نے کہا کہ اے شاہزادے جو کچھ کہ تو نے کہا ہے نہایت درست اور سچ ہے اوس وقت شاہ قیموس اور حاضران مجلس شاہزادے کی دانائی پر تحسین اور آفرین کرنے لگے شاہزادہ بھی بادشاہ کی مہربانی اپنے حال پر پا کے بہت خوش ہوا آخر بادشاہ نے دولت بیشمار دیکر اوس لڑکی کو شاہزادے کو تفویض کیا

نکلی اور بڑے تپاک سے شاہزادہ کو ہمراہ لیکر باغ مین گئی اور رسم مہمانداری کی جیسی کہ چاہیے بجالائی شاہزادے
نے بموجب اقرار کے اوس کے ساتہ نکاح کیا کچھ دنون عیش وعشرت مین مشغول رہا بعد چند روز کے
جمیلہ خاتون کو ہمراہ لیکر لطیفہ بانو کے شہر کی طرف روانہ ہوا چند روز مین وہان بھی جاپہونچا اور مع لشکر کے
باغ مین لطیفہ بانو کے خیمہ زربفتی جواہر نگار برپا کیا کئی ایک جوان رستم تن کو حکم دیا کہ لطیفہ بانو کی
مشکیان کس کر جلد حضور مین لے آوین وہ لوگ بموجب حکم ویسا ہی عمل مین لائے اوس وقت شاہزادی کی
خاطر مین یون گذرا کہ اس ناپاک بیحیا کو اولٹا لٹکا کے اوسکی کھال مین بھوسہ بھروایا چاہیے یا اسکو قتل کر کے
اسکا گوشت کتون اور چیلون کو کھلائیے لیکن جمیلہ خاتون نے جو اوسکی ہمشیرہ تھی عذر تقصیرات چاہا
بپاس خاطر جمیلہ خاتون کے گناہ کبیرہ کہ اوس سے صادر ہوئے تھے معاف کر کلمۂ شہادت کا پڑھوا کر دین اسلام
مین لایا اور فن جادوگری سے استغفار کروا کر جس جس شاہزادے اور آدمزاد کو جادو سے ہرن بنا رکھا تھا اونکو
صورت اصلی مین لا کے خوراک اور پوشاک خاطر خواہ دیکر رخصت فرمایا وہ سب دعائین دیتی ہوئی اپنے اپنے ملک کو گئے
بعد چند روز کے لطیفہ بانو کو وہان چھوڑ کر روانہ ہوا ایک مہینے کے بعد شہر مین شاہ قیموس کے کہ جو مہرانگیز کا باپ تھا
آپہونچا اور باہر شہر کے خیمہ آراستہ و برپا کر کے جمیلہ خاتون وغیرہ کو وہان چھوڑ کر آپ واسطے جوابدہی کی مہرانگیز کے
مکان پر جا کر وہ نقارہ بجایا فوراً دربان خبر پا کر شاہزادہ کو اوسکے باپ کے پاس لیگئے شاہ قیموس نے طریق اولین سے
اوسکو سمجھایا کہ اے جوان اس خیال محال سے درگذر کس واسطے قصد اپنی ہلاکت کا رکھتا ہی کہ کسینے آج تک اوسکے
سوال کا جواب شایستہ نہین دیا ہی اور اوسکے ہاتہ سے جانبر نہین ہوا ہی تب شاہزادے نے کہا کہ ای بادشاہ عالم وہ راز
کہ جو تیری دختر دل مین رکھکر سوال کرتی ہی اوس احوال سے کوئی واقف نہین اب مین اوسکی جوابدہی کے لیے حاضر ہوا ہون
تب یہ خبر مہرانگیز کو پہونچی اوسنے شاہزادے کو بلوایا اور شاہزادے نے وہان جا کر کہا کہ ای مہرانگیز کیا سوال رکھتی ہے
تب وہ بولی کہ گل نے صنوبر کے ساتہ کیا کیا شاہزادے نے کہا کہ اے مہرانگیز جو کچھ اوسنے کیا اوسکا نتیجہ بخوبی پایا تو بھی
اوسی کیطرح پشیمان ہوگی اگرچہ مہرانگیز کے دل مین اس عبارت سے دھڑکا پڑ گیا پر تجاہل و بیحیائی سے اور اس قصے کے
سننے کی ارادے پر بولی کہ اے شاہزادے جب تو سب احوال اوسکا حرف بحرف بیان کریگا تب مین باور کرونگی
کہ سچ کہتا ہے یا نہین جب شاہزادے نے دیکھا کہ یہ بے شرم نادانی سے جہل کرتی ہے اور اپنی خطا سے باز نہین
رہتی تب کہا اے مہرانگیز اگر ارادہ قصہ گل وصنوبر کے سننے کا رکھتی ہے تو اپنے باپ سے کہہ کہ سب ارکان دولت
آ کے بیان مجلس کرے اور مین کیفیت گل وصنوبر کی بیان کرون مہرانگیز نے ویسا ہی کیا کہ مجلس آراستہ ہوئی اور

سے ہاتہ دھو بیٹھا اور درگاہ مشکل کشائے حقیقی مین پناہ لا یا زنگی نے چاہا کہ خنجر میرے گلے پر چلاوے اور
ایک ہی زخم سے میرا کام تمام کر ڈالے کہ ناگاہ اس سگ فاداری نے کہ جسکو تو اس شان و شوکت سے
دیکھتا ہی پیچھے سے لپک کر اس زنگی کو ناخن سے مجروح کیا اور ٹیٹوا پکڑ لیا مینے اوس وقت قابو پاکر پیچھے کر
نکلکر زنگی کی مشکین چڑھائین اور گل کو بھی اوسکے ساتہ قید کر کے گھر مین لے آیا چار زنگی وجہ میری دہشت کے
سے بھاگ گئے تھے اونمین سے بھی تین کو گرفتار کیا اور ایک زنگی بھاگ کر بادشاہ قیموس کی لڑکی جو مہرانگیز نام
رکھتی ہے اوسکے تخت کے نیچے چھپ رہا ہے اے مسافر اب تمام احوال گل کا تجھکو کہہ سنایا تو بھی اپنے عہد کو
بجا لا تب شاہزادہ بولا کہ میرے قتل پر ارادہ صنوبر کا مصمم ہے اور مین بھی اپنے عہد پر قایم ہون مگر اب تک تمام
کیفیت ظاہر نہوئی کہ وہ زنگی بھاگ کر مہرانگیز کے پاس کس کام کیواسطے گیا ہے اور اوسکو مہرانگیز نے تخت
کے نیچے کیون چھپا رکھا ہے پہلے مجھکو اس ماجرے سے واقف کیجیے پھر شوق سے قتل کیجیے تو ناحق خون بیگناہ
کا کرنا عاقبت مین اسکے قصاص مین گرفتار ہونا ہے شاہ صنوبر مہرانگیز کی حقیقت سے واقف نتھا اسلیے
کچھ احوال اوسکا بیان نکر سکا مسافر کے خون سے درگذرا اور بولا کہ اے مسافر آفرین تیری دانائی اور جوانمردی
پر کہ کس کس حکمت اور چالاکی سے تو نے اپنی جان بچائی قصہ کوتاہ جب شاہزادہ ایسی ایسی مصیبتین اوٹھاکر
گل و صنوبر کی حقیقت سے واقف ہوا اور جان سے بچا بادشاہ کو دعا و ثنا کر کے سجدات شکر جناب الٰہی مین بجا لایا
بعد ازان چند روز خدمت مین شاہ صنوبر کی حاضر رہا پھر وہان سے ارادہ وطن کا کر کے ایک نور دریا پہ
جاکر غسل کیا اور سیمرغ کا پر جو اوسکے پاس تھا آگ مین جلایا فوراً وہی سیمرغ کہ جو رفیق شفیق تھا آکر حاضر ہوا
شاہزادے نے چند جانورونکو شکار کر کے بدستور اسباب خورد و نوش کا موجود کیا اور سیمرغ پر سوار ہو کر
ساتون دریاے عبور کر کے سیمرغ کے مکان مین آپہونچا سیمرغ نے بہت سی خاطرداری اور بڑی مہمانداری کی
چند روز وہان ٹھہر کر رخصت ہو قلعے مین نگیون کے آپہونچا اور اوسکی لڑکیکو مع تمام اسباب و جواہر ساتہ لیکر روانہ ہوا
پھر اوس میدان مین کہ جہان شیر سے ملاقات ہوئی تھی پہونچا اور موافق دستور کے شیر سے بھی ملاقات حاصل کی

بارھوین داستان پہونچنا شاہزادے کا جمیلہ خاتون کے مکان پر اور ہمراہ لیکر لطیفہ بانو کے پاس جانا سزا دینے کے ارادے سے اور مستعد ہونا مہرانگیز کے سوال کے جواب دینے مین

راوی یون کہتا ہے کہ جب شاہزادہ منزلین طے کرتا ہوا جمیلہ خاتون کے مکان کے متصل پہونچا وہ خبر پاکر استقبال کو

پہن کر اور جواہر کے گہنے سے آراستہ و پیراستہ ہوکر مستانہ وار چلی مین بھی اوسیدم دبے پاؤن اسکے پیچھے
لگ چلا جب طویلے مین آئی گلگون صبا رفتار پر سوار ہوکر روانہ ہوئی مین نے بھی ارادہ کیا کہ پیچھے اسکے
گھوڑے پر سوار ہوجاؤن لیکن خاطر مین یہ اندیشہ گذرا کہ مبادا میرے گھوڑے کی سم کی آہٹ گل کے
کانو مین پڑے اور فورًا ہوشیار ہو جاوے اور مقصود ہاتھ سے جاتا رہے ناچار مانند قاصد ورق کے کمر باندھ
چست و چالاک ہوکر سبک قدمی سے اوسکے گھوڑے کے پیچھے دوڑتا افتان وخیزان چلا جاتا تھا اور یہ کیتا
کہ جو طوق زرین سے آراستہ ہے میرے پیچھے پیچھے چلا آتا تھا غرض گل ایک میدان مین پہونچی کہ یہ کئی زنگی
جو میرے سامنے کھڑے ہین وہان مکان بناکر رہتے تھے جبکہ یہ اونکے نزدیک پہونچی اور گھوڑے پر سے اوترکر
زنگیونکے گھر مین گئی زنگیون نے اوسی وقت اسے گھر سے نکالدیا اور کوڑے لیکر نکلے اور اس بخت کو وہ مار
ماری کہ پشت و پہلو نرم ہوگیا اور ہڈیان چور چور ہوگئین اے مسافر مین دور سے یہ ماجرا دیکھکر سمجھا کہ شاید گل
جان بحق تسلیم کر گئی کیونکہ اس مدت مین مینے اسکو کبھی پھول بھی نہ ورسے نمارا تھا چونکہ زنگیونکی عشق کی تیغ
سے گھایل تھی اس کافر نے آہ بھی نکی بلکہ اونکے قدم چومنے لگی اور منت و سماجت کرنے لگی آخر زنگیون نے پوچھا کہ
آج دیر ہونیکا سبب کیا ہے دست بستہ ہوکر بولی کہ آج بادشاہ خفتہ بخت بہت دیر تک جاگتا رہا اسلیے آنے مین توقف
ہوگیا نہین تو ابتک کب کی آئی ہوتی اور تمھارے شربت وصال سے کام جان کو متلذذ کیا ہوتا اب امیدوار ہون
کہ میری تقصیر سے درگذر و اے مسافر مین یہ حال دیکھکر سخت متعجب ہوکر دل مین کہنے لگا الٰہی مینے تو کبھی گل کو
گل سے بھی نہ مارا تھا کسطرح سے ایسی ضربین استخوان شکن اسنے برداشت کین آخر زنگی گل کا ہاتھ پکڑکر
مکان مین لیگئے اور اوسکے ساتھ عیش مین مشغول ہوئے اس حالت کی دیکھتے ہی مارے غصے کی میرا کلیجہ پھکنے لگا
اور آنکھونسے شعلے نکلنے لگے بیتاب ہوکر اوس مجمع نالے تمیزی مین چلا گیا زنگیون نے دیکھتے ہی مانند
خیل زنبور کے مجھے گھیر لیا چونکہ مین بڑا دلیر اور زور آور ہون اونکی زبردستیون کو مطلق خیال مین نہ لاکر لڑنے
مین مشغول ہوگیا جب زنگیون نے دیکھا کہ اس شخص سے عہدہ برآئی محال ہے پسپا ہوئے اور بھاگنے لگے
یہ زنگی کہ تو جسکا ہاتھ پاؤن بندھا ہوا دیکھتا ہے میرے ہاتھ سے گرفتار ہوا مین چاہتا تھا کہ اسے باندھکر مقید
کر لون کہ اس عرصے مین یہ آفت جان گل کہ وہین کھڑی تھی پیچھے سے دوڑکر آئی اور اسنے ویسے ایک دھکا
مجھے دیا کہ مین زمین پر گر پڑا اوس وقت یہ زنگی قابو پاکر میرے سینے پر چڑھ بیٹھا اور اس بیحیا نے جھٹ اپنی کمر
سے ایک خنجر نکالکر میری قتل کے واسطے زنگی کے ہاتھ مین دیکر مارنیکا اشارہ کیا اوس وقت مین اپنی زندگی

کہ ایک شب اتفاق ہوا کہ مین خوابگاہ مین سوتا تھا اور یہ پری بھی کہ گل اسکا نام ہے میرے ساتھ سینہ بسینہ لب بلب ہم آغوش تھی قضا کار میری نیند اوچٹ گئی اور آنکھین کھل گئین تو دیکھا کہ ہاتھ پانون گل کے برف سے بھی زیادہ سرد ہین میرے دل مین یہ اندیشہ گذرا کہ شاید کسی عارضے کی سبب ہاتھ پانون سرد ہو گئے ہین تب مین نے پوچھا کہ اے نازنین تیرا بدن کیون ایسا ٹھنڈا ہو رہا ہے اور اسکا موجب کیا ہے بولی کہ رفع حاجت کی لیے بیت الخلا کو گئی تھی طہارت کی باعث ہاتھ پانون سرد ہو گئے ہین چپکا ہو گیا اور اوسکا کلام سچ سمجھا کئی دنکے بعد پھر ایسی حرکت عمل مین آئی اور جب مین نے تحقیق کیا تب وہی جواب پایا اے مسافر اوس شب کو میری خاطر مین اوسکی طرف سے گمان فاسد ہوا کہ بلاشبہ یہ رات کو کسی جگہ جاتی ہے مگر یہ راز مین نے جواہر کیطرح اپنے صندوق دل مین بند رکھا اور زبان پر قفل خاموشی لگایا اسواسطے کہ تحقیق و تدارک کے وقت اگر اس بات کا اثبات نہووے تو مفت مین ہنسی ہو اور بیہودہ رسوائی ہے ای مسافر پہلے مین واسطے تحقیق اور تدارک کے گھوڑونکے طویلے مین گیا دیکھا کہ میری خاص سواری کے گھوڑے جو اپنی قدم بازی اور چالاکی کی آگے ہوا کو ہوا بتاتے تھے نہایت دبلے اور لاغر ہو گئی ہین بعضون کی پیٹھ لگ گئی ہے اور بعضے تو ہل بھی نہین سکتے ہین تب سائیسونکو بلوا کر بہت سی چشم نمائی کی اور بعضون کو انکی غفلت شعاری کی سزا دی تب دو تین سے ایک نے جان کی دہشت سے عرض کی کہ ای بادشاہ اگر جانبخشی ہو تو کچھ خلوت مین عرض کرون مین نے کہا جا مین نے تیری جانبخشی کی سچ بتا کہ یہ کیا ماجرا ہے تب وس نے عرض کیا کہ ہر روز بلا ناغہ بادشاہ بیگم کہ گل نام رکھتی ہین لباس شاہانہ پہن کر اور زیور و جواہر سے آپکو آراستہ کر کے طویلے مین تشریف لاکر خاصے کے گھوڑے پر اکثر سوار ہو کر سیر کو جاتی ہین جبکہ تھوڑی سی رات باقی رہتی ہے اوس وقت آکر گھوڑیکو طویلے مین چھوڑ کر محلسرا مین تشریف لیجاتی ہین ای مسافر جب ماجرا سائیس کی زبانی مین نے سنا ہوش باختہ ہو گئے اور حواس منتشر غرضکہ ناچار ہو کر سائیس کو حکم دیا کہ آج اور ایک گھوڑا طیار رکھیو اسی فکر مین تھا کہ نوشۂ آفتاب پردۂ مغرب مین گیا اور عروس ماہ بام فلک پر جلوہ افروز ہوئی مین کچھ غذا نوش کر کے بستر پر جا لیٹا یہ بھی میرے پہلو مین آسوئی اور بولی کہ آج نیند میری آنکھون مین چھائی ہے اگر تم بھی سو رہو مین اوسکی یہ رمز نہ سمجھا کر باوجود بیداری کی سوتونکی طرح دم لینے اور خراٹے اتارنے لگا ہر چند کہ تھوڑی سی رات گذرنے کی بعد خواب نے مجھپر غلبہ کیا مگر مین ہوشیار رہا جب اوس سیاہ بخت نے جانا کہ یہ سو گیا تب بعادت معہودہ بچھونے سے اوٹھی اور دانتونمین مسی اور آنکھونمین سرمہ لگا کر عطر کی بسی ہوئی پوشاک

حکم کیا کہ اوسکی خاکستر کو دوسری جگہہ ڈالدو جب وے خاکستر کے اوٹھانیکے لیے مستعد ہوئے تب مجھے
آگ مین زندہ پاکر بہت متعجب ہوے کر دل مین سوچنے لگے کہ یہ آدمزاد کوئی بزرگ ہی اور یہ لڑکی اسکی تقدیر
مین خدا نے لکھی ہے تب سب دیوؤن اور پریون نے بادشاہ کو سمجھایا کہ اس نازنین کا ازدواج اس
آدمزاد کے ساتھ کرنا مناسب ہے بادشاہ اونھونکی فہمایش سے راضی ہوا القصہ ایک اچھی سی ساعت ٹھہرا کر
شادی کی طیاری کا حکم کیا کارپرداز بموجب حکم کے طیاری شادی مین مستعد ہوئے اور جھٹ پٹ
تمام اسباب شادیکا درست کر بڑی دھوم دھام سی مجلس شادیکی درست ہوئی تب مجھکو حضور مین طلب
فرما کر حسب و نسب کے پوچھنے مین مشغول ہوئے مین نے عرض کیا کہ مین بادشاہزادہ شہر واقاف کا ہون
ایک مدت ہوئی کہ تیری لڑکی کا تیر عشق میرے جگر پر کاری لگا ہے اسواسطے بہت سی رنج و محنت
اوٹھاکر یہان تک پہونچا ہون اب حقتعالی نے تیرے ہاتھ گرفتار کیا ہے جو چاہے سو کر تب بادشاہ پریون نے
میری اس گفتگو کی سنتے ہی ہاتھ پانون کھلوا دیے اور اپنے دست مبارک سی میرا ہاتھ پکڑکر بہ تعظیم تمام عذر خواہی
کرنے لگا مینے بھی آداب بجالا کر بادشاہ کی قدمبوسی کی الغرض بعد دو تین روز کے اوسی ساعت کے موافق
اوس گلبدن کے ساتھ شادی کردی اور چند روز شہر مین عیش و عشرت سی گذرے کتنے روز سسرال مین
رہکر ارادہ وطن جانیکا کیا اور بادشاہ سے رخصت چاہی بادشاہ نے بطور جہیز کے بہت سے جواہرات اور اسباب چاندی
سونیکا ہمراہ دیکر مع لڑکی کے رخصت فرمایا اور حفاظت کے لیے کئی پریونکو بھی ہمراہ کردیا پریان ہمکو دونون کو
ایک تخت پر بٹھاکر ہوا ہو مین ایک ہی آنمین اپنے ملک کو آپہونچا اے مسافر وہ لڑکی جسکا نام گل تھا
یہی ہے جو کہ زنجیر کے ساتھ بندھی ہے اب بینی تجھے سب احوال کہہ سنایا تو اپنے عہد و پیمان کے بموجب
نزدیک آکہ تیرا سر دھڑ سے الگ کر ڈالون تب شاہزادی نے کہا کہ اے شاہ صنوبر اب تک میری خاطر جمع اس
قصے سی نہوئی کیونکر اپنے عہد کو بجالاؤن آپ ہی فرمایئے کہ ایسی کون سی بیوفائی اور بدعہدی گل سے
صادر ہوئی کہ جسکے لیے اسکی پانوؤن مین بیڑیان ڈال رکھی ہین اور یہ ذلتین اسکے حق مین روا سمجھی ہین

گیارھوین داستان بیان مین بیوفائی گل کی شاہ صنوبر کے ساتھ اور گل کے سزا پانے مین اور الماس روح بخش کے ہاتھ آنا مہر انگیز کا

تب شاہ صنوبر نے سمجھ فرمایا کہ اے مسافر ذرا متوجہ ہو اور کان لگا کر گل کی بیوفائی کی داستان سن مین بیان کرتا ہون

خوشی میری طبیعت مین آئی کہ تن کی سمائی پیرہن مین نہ پائی اوس مہ جبین نے شراب انگوری منگوا کر
بادہ پیمائی شروع کی مینے بھی مکان کو خالی خلل اغیار سے پایا روح ہیجان مین آئی اور رغبت طرف
ثانی کی زیادہ پائی فوراً اوسکی شراب وصل سے حلاوت جسمانی اور حظ زندگانی اوٹھانے لگا غرض کئی روز تک
عیش و عشرت سے گذری لیکن اوس نازنین کو کھٹکا ماں باپ کی طرف سے نہایت رہتا تھا کہ مبادا اسباب کا
پردہ کھل جاے اور یہ راز نہفتہ ظاہر ہووے گھڑی جدائیکی آجاے اور دونون مارے جائین اس غم سے دل ہی دل مین
کڑھتی تھی بہر حال اسی خوف و خطر مین دو مہینے گذر گئے مثل مشہور ہے ع چھپائے سے آتش چھپی ہے کہین * آخرش ایک روز
اوسکے باپنے جو شاہ پریونکا تھا لڑکی کے ماہ جمال کو منکسف دیکھکر متحیر ہوکر دل سے آہ سرد کھینچی اور اوسی دم اوسکی
ماں کو بلوا کر کہا کہ اسکی حالت سے واقف ہونا ضرور ہے تاکہ کس سبب سے اسکے چہرہ کا رنگ مبدل ہوگیا ہے اور
اسکے گل رخسار پر باد خزان نے کون صدمہ پہونچایا ہے تب اوسکی والدہ اپنی لڑکی کے پاس آکر پوچھنے لگی
اے میری آنکھونکی تپلی کس سبب سے تیری یہ حالت ہے جو ہے سچ نہین بتائیگی تو تجھے ابھی غارت کرونگی غرض اوسکے
ماں باپ جتنا کہتے تھے وہ سواے سر نگونی اور خاموشی کے کچھ جواب نہین دیتی تھی تب پردہ اس راز کا اوسکی
باپ پر کھل گیا کہ مقرر اسنے کسیکے لب شیرین کی حلاوت پائی ہے اور اوسی لذت کی خیال مین روح گلائی ہے
عشق کا تیر جگر پہ کھایا ہے اور اپنے ننگ و ناموس کو غارت کر جامہ عصمت پر داغ لگایا ہے تب پریونکے بادشاہ نے
غصہ ہوکر دیونکو بلوا کر حکم دیا کہ اس جوان کو لیجا کر آتشکدے مین ڈالدو کہ جل بھن کر خاک ہوجاے بمجرد
حکم کے دیوون نے میرا ہاتھ پکڑ کے مجلس سے باہر نکالا اور بہت سی لکڑیان جمع کرکے ایسی آگ بھڑکائی کہ آتش
دوزخ بھی اوسکے آگے افسردہ تھی اور چاہا کہ مجھکو اوس آتش مین ڈالدین اوس وقت مجھے اون بڑھیونکی بات
یاد آئی تب باواز بلند مینے کہا کہ اے شاہ پریان جو کچھ کہ سزا اس گنہگار کے حق مین تو نے تجویز کی ہے بجا ہے
مگر واسطے خدا کے اور تصدق اپنی سلطنت کے تھوڑا سا روغن میرے بدن پر ملوا کر مجھکو آگ مین ڈالو کہ اسکی سبب سے
آسانی جلجاؤن اور دنیا کے غم سے نجات پاؤن تب شاہ پری نے یہ عرض میری قبول کرکے تیل ملنے کا حکم دیا فوراً اون مین بعضین
پیرالون نے تھوڑا سا تیل خدا جانے کس چیز کا تھا میرے بدن پر ملدیا کہ سات روز تک آتش نے مطلق اثر میرے بدن پر نکیا
اور فضل سے اوس حافظ حقیقی کے میرے ایک بال پر بھی آنچ نہ آئی بلکہ وہ آتش مانند گلزار ابراہیم کے ہوگئی اور اون
دیوون نے جو میری نگہبانی کیواسطے تھے جانا کہ آدم زاد جل بھن کے راکھ ہوگیا ہوگا اوٹھ گئے اس آن پر نزدیک
شاہ پریونکے جاکر خبر کی کہ جس آدم زاد کو آگ مین ڈالنے کا حکم ہوا تھا اسے عرصہ مین جلکر خاک ہوگیا ہوگا بادشاہ نے

سزاوار بھی ہے اور سزاوار عقوبت کا ہون مگر امید رکھتا ہون کہ تھوڑا سا روغن میرے بدن پر مالش
کرکے مجکو آگ مین ڈالو کہ اوس کے باعث تکلیف جلنے کی مجھپر آسان ہو کہ جلد جلجاؤن اور دنیا کی
بلا سے نجات پاؤن اے مسافر پریون کا بادشاہ تیری یہ بات سنکر جب حکم روغن ملنے کا دیگا ہم
اوسی گھڑی ایسا روغن تیرے تمام وجود مین مل دینگے کہ اگر ہزار سال تو آتش مین پڑا رہے تو بھی ایک
چھالا تیرے بدن پر نہ پڑیگا اور گلزار ابراہیم کے مانند آگ کام پانی کا کریگی القصہ جب ان دونون نے
مجھسے یہ بات کہی اور مجھکو اوس محل کے اندر لے گیئن یکبارگی مین سمجھا کہ بہشت برین یہی ہے
اور اوسمین ایک ماہ جبین کہ جسکے چہرے کی روشنی سے سارہ مکان منور ہو رہا تھا او رخود تخت
تمکنت پر مسند ناز سے تکیہ لگائے ہوئے سوتی تھی اوسکے رخسار کی چمک سے آفتاب عالمتاب بھی شرمندہ تھا

دسوین داستان گل بادشاہ بیگم کی ملاقات ہونے مین صنوبر شاہ کے ساتھ اون دونون ضعیفہ کی مدد سے اور آگ مین ڈالے جانے اور کتخدا ہونے کی ساتھ گل کے

القصہ مین دور سے اوس جمال باکمال کو دیکھتے ہی متحیر اور بیخود ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد جب ہوش مین آیا
تب کہا کہ الٰہی یہ حالت خواب ہے یا عالم بیداری غرض کہ آپکو سنبھالکر شکر پروردگار کا بجالایا اور دل کو
تھام کر یہ اندیشہ کیا کہ اگر تو یہان کھویا جاتا ہے تو اپنی زندگی سے ہاتھ دھوتا ہے تب ہمت سے روبرو
جاکر کھڑا ہوا ایک لحظے کی بعد جب وہ ماہر و خواب سے بیدار ہوئی اور یکایک نظر اوسکی مجھپر پڑی
فی الحال ناوک جگر دوز اوسکے اشتیاق وصال کا دل پر ایسا کارگر لگا کہ یکبارگی بیتاب ہو گیا اور وہ
نازنین غصے سے تیوری چڑھاکر جھڑک اوٹھی اور خفگی سے بولی کہ اے مردوے تو کہان سے آیا اور کسنے تجھکو
اسمکان مین پہونچایا کیا تو اپنی جان کا خوف نہین رکھتا ہے ہرچند ظاہر مین ایسی ایسی دھمکیان دیتی
جاتی تھی پر باطن مین وہ بھی میرے عشق مین فریفتہ ہوکر دیوانہ بن گئی تھی تب مین نے کہا کہ اے نازنین
مین تیری ملاقات کے لیے یہان تک آیا ہون اور جان کا خوف مطلق نہین رکھتا ہون تجھ سے
دلدار کا ہے دام مین لانا مشکل ہے میرے نزدیک نہین جان کا جانا مشکل القصہ اسی طرح کی لگاوٹ
اور بناوٹ کرتا رہا اور اوس معشوقہ نے دریافت کیا کہ کسی نوع سے یہ ڈرتا نہین تب تو بڑے
تپاک سے میرا ہاتھ پکڑ کے مسند پر لیگئی اور تکلف سے مجھے بٹھا کر ہم آغوش ہوئی اوس وقت عجب طرح کی

پڑی ہوئین میرے سامنے کھڑی ہوئین دیکھکر مین نے پوچھا کہ سبب تمھارے اسیر ہونے کا اس
چاہ مین کیا تھا اون عورتون نے کہا کہ اے جوان مسافر بیابان کے بادشاہ نے غصہ کر کے
ہمکو اندھا بنا کر اس چاہ مین ڈلوا دیا تھا اب حق تعالی نے تجھکو مسیحا کی طرح یہان تک پہونچایا ہی ہم
تجھکو ایک دوا بتلا دین تو وہ لا کر ہماری آنکھون مین لگا دے کہ فوراً آنکھین بدستور روشن ہو جائینگی تجھکو
بڑا ثواب ہوگا اور بعد بینا ہونیکے اوسکے بدلے مین ہم تیری خدمت سے قاصر نہونگے اور تیرے مقصد دلی
جلد حاصل کر دینگے تب مین نے پوچھا کہ کہو تمھاری آنکھ کی کیا دوا ہے اونھون نے کہا کہ اے بابا یہان سے
تھوڑی دور پر ایک دریاے نیل کنارہے اوسکے کنارے پر ایک گائی چرائی کے لیے ہمیشہ آتی ہے اگر تو
سرگین اوسکا لا کر ہماری آنکھون مین لگا دے تو ابھی ہماری آنکھین اچھی ہو جائینگی مگر وہ گاے جس وقت آوے گی
تو آپکو اوسکی نظر سے مخفی رکھیو کیونکہ اگر تجھے دیکھ پاوے گی تو ہلاک کر ڈالے گی اے مسافر مین اون
نابیناؤن سے یہ بات سنکر دریا کی طرف روانہ ہوا تھوڑے عرصے مین اوس تیر پر جا پہونچا دیکھا کہ فی الحقیقت
ایک گاے روپلے کے پہاڑ کے مانند قد اور بڑی شہزور کہ شیر کا پتا جسکے دیکھنے سی پانی ہو جاے دریا سے نکل آئی
اور کنارے پر چرنے لگی تب مین نے جلد آپکو اوسکی نظر سے چھپایا جس وقت وہ گاے چرائی کر کے دریا کے
اندر گئی اوس وقت مین سرگین اوسکا لیکر روانہ ہوا اور اوسی کنوئین کے کنارے پر آ پہونچا وہ سرگین اونکے
حوالے کیا اونھون نے جوہین آنکھون مین لگایا وہین بینا ہو گئین اور ادھر اودھر دیکھنے لگین شکر خدا کا
بجا لا کر میری جوانمردی پر آفرین کرنے لگین اور کہنے لگین کہ اے مسافر یہان پر یونکے بادشاہ کا مقام ہے
اور اوسکی ایک بیٹی نہایت خوش جمال خجستہ خصال کہ جسکے مکھڑے کی سامنے آفتاب بیتاب اور دل
ماہ اوسکے نظارے سی کباب لب شیرین اوسکے لعل رمانی اور گلبرگ بستانی پر خندہ زن ایک بوسہ اوسکا علاج
ہزار رنج و محن آنکھین شراب ہستی سے سرشار رخسارون کی لطافت گل و نسرین کی بہار اگر ہم تجھکو اوس
مکان پر پہونچا دین تو تو اوسکے دیکھنے کے ساتھہی عاشق ہو جائیگا اور اوسکے ماباپ بھی و سے فریفتہ ہو رہے ہے
ہین کہ ہر دم چھاتی سے لگاے رہتے ہین ایک دم نظر سے غائب ہونے نہین دیتے ہر روز نور کی تڑکے
بستر سے اوٹھکر اوسکے جمال کو مشاہدہ کرتے ہین تب اور کامون مین مشغول ہوتے ہین ہم تجھکو اوسکے
پاس لیجاتے ہین بخوشی و خورمی عیش و عشرت کیجیو خدا نخواستہ اگر اوسکے ماباپ تیری مصبحتی کی خبر
پاوینگے تو اوسیدم تجھکو آگ مین ڈالنے کا قصد کرینگے اوس وقت تو کہیو اگرچہ بندہ گنہگار کے حق مین یہ سزا

قطرے خون کے اوس کے سر سے ٹپک پڑے سو خدمتگارون نے بزور اوس عورت کو چپا دیے بعد ازان بادشاہ نے اونسے کہا کہ اے شخص اب تو اس ماجرے سے واقف ہوا مناسب ہے کہ سر تیرا بموجب قرار کے تن سے جدا کرون تب شاہزادہ بولا کہ حضرت آپکی تفضلات سے یہ تماشا دیکھنے مین آیا مگر حقیقت حال سے واقف نہوا اب بادشاہ احوال کے بیان کرنے مین متوجہ ہوا اس بین مین وہ رنڈی دست وپا بستہ روتی تھی اور جو آنسو اوسکی آنکھون سے ٹپکتا تھا موتی ہوجاتا تھا اور نوکر بادشاہ کو لا کر دیتے تھے بعد ایک لمحے کے ہنس پڑی ہنسنے کے ساتھ ہی کئی ایک پھول جھڑ پڑے وہ بھی خدمتگار اوٹھا لائے بادشاہ نے فرمایا کہ اچھی طرح رکھدو پھر شاہزادے کی طرف قتل کا اشارہ کیا شاہزادے نے کہا کہ پہلے تمام احوال سے واقف کیجیے بعد اوسکے جو مرضی مبارک ہو حاضر ہون بادشاہ نے کہا اے مرد مسافر یہ عورت کہ جو زنجیر سے بندھی ہوئی ہے اسکا نام گل ہے اور میرا نام صنوبر کہ اس ملک کا بادشاہ ہون تب شاہزادے نے پوچھا کہ جہان پناہ آپ نے کسطرح سے اسکو حاصل کیا ہے اوس وقت بادشاہ نے کہا کہ اے شاہزادے ایک روز مین شکار کے لیے شہر سے باہر گیا تھا میدان مین مجھپر بہت تشنگی غالب ہوئی پانی کی جستجو مین ہر ایک طرف مارا پھرتا رہا آخرش بہزار تردد ایک چاہ بتیرہ و تار نظر آیا شکر پروردگار کا بجا لایا مگر مارے بھوک اور پیاس کے طاقت جسم مین نتھی اور وہ چاہ بھی ایسے جنگل مین تھا کہ وہان انسان کی کیا مجال بلکہ پرندہ بھی پر نہین مار سکتا تھا افتان و خیزان اوس کنوئین کے کنارے پر جا پہونچا کلاہ کی ڈولچی اور دستار کی ڈوری بنا کر پانی کی امید سے کنوئین مین لٹکائی تماشے کی بات ہے کہ ڈول کنوئین مین اٹک گئی ہزار تدبیر کر رہا مگر وہ نہ کھنچی ناچار طاقت تشنگی کی نہ لا کر یون پکارا کہ خدا کے واسطے جس بزرگ نے اس چاہ کے اندر مقام کیا ہے مجھ مسافر تشنہ لب پر رحم کر کے اس ڈول کو چھوڑ دے کہ مارے پیاس کے دم بند ہوا جاتا ہے اور کلیجہ منہ کو آتا ہے کس واسطے غریب خستہ خاطر پیاسے بھوکے پر بیداد ظلم ہوتی ہین غرض بہت گریہ وزاری کرنیکے بعد ایک آواز چاہ سے میرے کان مین آئی کہ اے بندۂ خدا ہم مدتون سے اس چاہ مین پڑے ہلاک ہوتے ہین واسطے اللہ کے ہمکو یہان سے نکال کہ زندگی سے موت بہتر ہے ہمارے نکالنے سے تجھکو ثواب دارین حاصل ہوگا تب ناچار ہو کر بہزار تردد و محنت باہر نکالا دیکھا دو عورتین ضعیفہ اندھی ہین قد اونکا کمان کیطرح خمیدہ ہے اور سراسر ہاتھ پاؤن سوکھکر نے ہوگئے ہین بدن مانند خاک تودے کے ہے لاغری کی چھن گیا ہے آنکھین دھنس گئی ہین اور دانت جھڑ گئے ہین سر ہلا ہلا ہی قدم اوٹھاتی ڈگمگاتی ہین سر کے سارے بال دھنی ہوئی روئی کیطرح سپید نہایت ضعیف و ناتوان کی سبب زندگی سے ناامید سارے بدن مین جھریان

تب پینے لگا غرض آپس مین بادہ پیمائی ہونے لگی جبکہ نشے مین خوب مست ہوئے شاہزادے نے بیحجاب ہوکر ایک ستار اوٹھا لیا اور تارون کو ملاکے ایسی گتین بجائین کہ اہل محفل بیخود ہو گئے اور یہ غزل پر درد اس طرح سے گائی کہ سننے والونکے دم پھڑک گئے

غزل

نشتر عشق لگا جس سے یہ لہو ٹپکا
شب وصال وسکی جو یاد آئی مجھی گل کی سات
ابر نیسان کی طرح ہر بن گیسو ٹپکا

صبحدم قطرۂ شبنم نہین برگ گل سے
اشک حسرت مری مژگان سے ہر سو ٹپکا
برہمن عشق بتان کی ہوئی لذت معلوم

یہ تجانو کہ مری آنکھون سے آنسو ٹپکا
شرم سے تیری عرق ای مرے گلرو ٹپکا
تونے بالون کو نچوڑا جو نہانے کے وقت
پکے پھوڑے کی طرح جب دل ہندو ٹپکا

تب بادشاہ شاہزادے کو نزدیک بلاکر بولے کہ تیرے گانے بجانے سے ہم بہت خوش ہوئے اب تجھکو جو کچھ درکار ہو طلب کر مین دیتا ہون تب شاہزادے نے کہا اے جہان پناہ سوا اس سوال کے میرا اور کچھ مطلب نہین ہے تب بادشاہ نے ناچار ہوکر فرمایا کہ اے مسافر تو پہلے میرے ساتھ یہ اقرار کر کہ جب احوال تمام و کمال سن چکے تو مین تیرا سر کاٹ ڈالون شاہزادے نے کہا کہ یہ بھی مجھکو بجان و دل قبول ہے

نوین داستان بیان کرنا صنوبر شاہ کا گل کی ملاقات کا ماجرا اور دکھانا حال تباہ گل اور زنگی کا شاہزادے کو

القصہ ایک روز صنوبر شاہ نے شاہزادے سے کہا کہ اے عزیز کیون عبث اپنی زندگانی کو برباد کرتا ہے اب بھی واجب ہی کہ اس خیال فاسد سے باز رہ مگر شاہزادے نے کسی طرح سے نمانا روایت کرنیوالے نے اخبار کے اور بیان کرنیوالے نے قصے کی یون بیان کیا ہے کہ شاہزادے کی خاطر سے صنوبر شاہ نے نوکرونکو حکم کیا کہ وہ کتا کہ جس کی گردن مین طوق مرصع پڑا ہی لاکر حاضر کرو کئی ڈھولے جو ہمیشہ اوس کتے کی خدمت مین حاضر رہتے تھے بڑے تکلف سے لے آئے ایک مسند زربفت کی اوسکے لیے بچھائی گئی پھر کئی لونڈیان بھی آکر حاضر ہوئین اور ایک عورت خوبصورت نازک بدن دست و پابستہ با طوق و زنجیر مقید کہ بارہ زنگیونکے پہرے مین تھی حضور مین آئی اور ایک طشت نہایت مکروہ کہ جسمین ایک زنگی کا سر دھرا تھا خدمتگار دن لے اوس عورت کی سامنے لاکر رکھا کہ جسکے دیکھنے سے جان قالب سے مفارقت کرتی تھی پھر بادشاہ نے خاصہ لانیکا حکم کیا بکاول بادرچیخانہ بادشاہی کا انواع و اقسام کی لطیف و لذیذ غذائین لے آیا اور اوس کتے کی سامنے وہ دسترخوان چن دیا جب وہ کتا خوب کھاکر آسودہ ہوا تب اوسکا پس خوردہ اوس عورت کے آگے ایک طشت میں لا رکھا جب وہ کئی نوالے کھا چکی تب بادشاہ نے اوٹھکر ایک لکڑی زنگی کی سر پر ایسی زور سی ماری کہ گئی

اس سبب سے اونھین نظر نہ آیا اور میرے پاس ہگیا تب صنوبر شاہ نے شاہزادے کے حال پر اوسکی نوازش فرمائی اور اسباب خورد و نوش کا موجود کیا اور رسم مہمانداری و غریب نوازی جیسی کہ چاہیے بجالایا اور شاہزادے کو اپنا دوست بنایا یہان تک کہ اگر ایک دن شاہزادے کو نہ دیکھتا بیقرار ہوجاتا اور بےچین رہتا القصہ ایک روز بادشاہ نے شاہزادے سے پوچھا کہ اے دوست جو آرزو کہ تیرے دل مین ہے ظاہر کر کہ مین اوسکو بخوبی انجام کر دونگا تب شاہزادے نے کہا کہ ایسا وقت پھر کب آویگا مناسب اور مصلحت یہ ہے کہ اپنے مطلب کو خلوت مین اظہار کرون تب شاہزادے نے عرض کیا کہ جہان پناہ مین اپنا احوال خلوت مین عرض کرونگا صنوبر شاہ اوسی وقت دربار عام سے اوٹھکر خلوتخانے مین تشریف فرما ہوے اور شاہزادے سے کہا اب اپنا احوال بیان کر تب شاہزادے نے بیان کیا کہ اگر میری جان بخشی ہو ما فی الضمیر بیان کرون بادشاہ نے فرمایا کہ مین نے تیری جان بخشی کی تب شاہزادے نے آداب بجالا کر یون کہا کہ اے جہان پناہ مین نے کسی کی زبانی سنا ہے کہ گل با صنوبر چہ کرد اوسی دن سے اوس احوال کے دریافت کرنے کے لیے بہت سی خرابیان اور مصیبتین کھینچتا ہوا یہان تک پہونچا ہون اور شرف ملازمت سے بہرور ہوا ہون اور حضور پرنور کے دیدار سے کامیاب اب امیدوار ہون کہ اوسکی حقیقت سے اس مسافر کو سرفراز فرمائیے صنوبر شاہ اس بات کی سنتے ہی پرکالۂ آتش ہوگیا اور بولا ابھی تیرا سر تن سے جدا کر ڈالتا مگر کیا کرون کہ پہلے حکم جان بخشی کا دے چکا ہون اس سبب سے مجبور ہون پر تجھکو مناسب ہے کہ اس خیال محال سے باز رہے کس واسطے کہ یہ راز مخفی قابل کہنے کے نہین ہے تب شاہزادے نے عرض کیا کہ اگر نوازش اور کرم بادشاہی مجھ مسافر پر منظور دل ہے تو ارشاد کرنا اوس حقیقت کا لازم ہے کس واسطے کہ خود جہان پناہ حکم کر چکے ہین کہ جو کچھ ارادہ رکھتا ہو عرض کرے بادشاہ نامدار یہ مسافر سواے اسکے اور کچھ مطلب نہین رکھتا شاہزادے کے کلام سے بادشاہ نے ناچار ہوکے سواے بیان کرنیکے اور چارہ نہ دیکھا اور خاموش ہورہا اتفاقاً ایک روز محفل جشن آراستہ ہوئی اور وہان پر جا بجا گانے بجانے کا اور شغل مےنوشی کا ہوا ساقیان گل رخسار بلورین پیالون مین رنگین شرابین بھر کر پلانے لگے اور مطربان لالہ عذار نئی نئی تانین سنانے لگے بادشاہ نشے سے شراب کے سرشار تھا کہ اسی حالت مین ایک پیالہ شراب کا بھر کر شاہزادے کو دیا شاہزادہ آداب بجالایا اور دست مبارک سے پیالہ لیکر

اگر اسکی حقیقت سے تو کچھ واقف ہے تو مجھ سے بیان کر جوان اس بات کے سنتے ہی غصے سے عرق عرق ہوگیا اور چشم غضب سے شاہزادے پر نظر کرکے بولا کہ اگر تیرے ساتھ رابطہ دوستی نہوتا تو ابھی تیرا سر تن سے جدا کرڈالتا شاہزادے نے اس بات کے سننے سے نہایت خوف کھایا اور دریافت فرمایا کہ یہ جوان اوس راز نہانی سے واقف ہی تب شاہزادے نے کہا کہ اے یار میرے قتل سے تجھکو کیا فایدہ ہوگا اگر کچھ فایدہ ہو تو مین حاضر ہون لیکن پہلے اوس راز سے واقف کر کہ جی مین ارمان باقی نرہے اوس جوان نے شاہزادے کو مشتاق دیکھکر کہا کہ خیر کسی وقت کہونگا تب شاہزادہ منتظر وقت رہا کہ دیکھیے کس وقت مجھکو اس حال برے سے واقف کرتا ہے کہ جی کو آرام آوے غرض ایک روز شاہزادہ کو نہایت آرزومند دیکھکر کہا کہ اے شاہزادے صنوبر اس شہر کا بادشاہ ہے اور گل بادشاہ بیگم کا نام ہے مجھکو اتنا ہی معلوم ہے لیکن گل با صنوبر چہ کرد اوس سے کچھ مطلع نہین ہون اور بادشاہ نے تمام شہر مین یہ حکم دیا ہے کہ جو کوئی مسافر گل کا نام اور ہماری حالت پوچھے فوراً اوسکو قتل کرڈالو مین نے بپاس محبت تجھکو چشم نمائی کی ہی اوس راز نہان سے سوے بادشاہ کے دوسرا کوئی واقف نہین ہے انشاءاللہ تعالی تجھکو بادشاہ کے حضور مین لیجاتا ہون اوس وقت یہ عقدہ مشکل تجھپر حل ہوجاوے گا غرض وہ جوان دانا کہ نزدیک بادشاہ کے قدر و منزلت رکھتا تھا ایک دن شاہزادے کو اپنے ساتھ حضور مین لیگیا اور عرض کی کہ جہان پناہ یہ مرد مسافر راہ دور دراز سے آپکی نکنامی اور غربا پروری کا آوازہ سنکے پرورش کی امید سے حضور مین حاضر ہوکر امیدوار سرافرازی کا ہی بادشاہ نے اوسکی صورت اور وجاہت کو دیکھکر بہت خوش ہوکے حاضر باشی کا حکم فرمایا تب شاہزادے نے وہی دانہ مروارید کا کہ سیمرغ نے دیا تھا بطریق نذر تسلیمات بجالاکر بادشاہ کو دیا بادشاہ ایسے دربے بہا کے پانے سے کہ تمام بادشاہت جسکی قیمت تھی اور بڑے بڑے بادشاہون کو میسر نتھا بہت خوش ہو شاہزادے سے پوچھنے لگا کہ یہ دانہ مروارید کا تو کہان سے لایا ہے اوس وقت شاہزادے نے دروغ مصلحت آمیز کے سوا اور کچھ چارہ ندیکھکر کہا اے بادشاہ مین قوم کا تاجر ہون اور سوداگری میرا پیشہ ہے بہت سے موتی اس قسم کے اپنے وطن سے لیکر حضور مین حاضر ہونیکا ارادہ کرکے چلا تھا راہ مین ایک قلعہ زنگیونکا نظر آیا جب مین اوسکے اندر گیا اون کافر زنگیون نے میرا تمام مال و متاع لوٹ لیا اور یہان تک ستم کیا کہ پانی پینے کے لیے ایک پیالہ بھی نچھوڑا مگر یہ موتی کہ فدوی حضور مین نذر لایا ہی بازو پر بندھا تھا

مین طیاری کرون سیمرغ نی کہا کہ ای جوان یہان گورخر بہت آتے ہین تو اونمین سے دو چار گورخر شکار کرکے اونکے
گوشت کے کباب اور پوست کی مشک بنا کر پانی سی بھر کے ہمراہ رکھ لے جبکہ مین اپنے بازو پر تجھکو سوار کرکے عبور
دریا کرونگا تب محنت سی بہت ناتوان ہو جاونگا اوس وقت وہی کباب پانی مجھکو دیا کیجیو اسطرح سات دریا کے
پار ہوکر شہر واقاف مین پہونچونگا شاہزادے نے جلدی سے سیمرغ کے کہنے کے بموجب سات گورخر شکار کیے
اور کئی مشکین پانی سے بھرین اور زادراہ طیار کرکے سیمرغ سے اظہار کیا تب سیمرغ نے کہا کہ تو مجھپر سوار ہو اور ایک
دریا پار ہونیکے بعد اسیطرح کھانیکو دیجیو تب شاہزادہ وہ توشہ لیکر سیمرغ پر سوار ہوکر شہر واقاف کو روانہ
ہوا جب ایک دریا سے گذر کر خشکی پر پہونچا تب سیمرغ کو وہی کباب کھلاتا اور پانی پلاتا غرض تھوڑے
دنونمین اسیطرح ساتون دریا کے پار ہوکر شہر واقاف مین جا پہونچا تب سیمرغ شاہزادے سے بولا کہ ای شاہزادے
تونے مجھپر احسان کیا تمام زندگی مین اوسکا بدلا ادا نکر سکونگا اور مین نے تجھکو اپنا فرزند کہا ہے اسواسطے
اتنی محنت اوٹھاکر یہان تک آیا یہان سے شہر واقاف کو رستہ جاتا ہے اب مین اپنے کئی پر جو مین تجھکو بازو سے
نکالکر دیتا ہون اپنے پاس رکھ جس وقت تجھپر کوئی مشکل یا کوئی بہت سخت کام پیش آوے تب تو اوسکو آگ پر رکھکر
جلائیو فوراً مین اپنی فوج کو ہمراہ لیکر تیرے پاس حاضر ہونگا یہ کہکر ایک دانہ مروارید کا شاہزادیکو دیکر سیمرغ رخصت ہوا

آٹھوین داستان پہونچنا شاہزادے کا شہر واقاف مین اور ملاقی ہونا فرخ فال سے اور فایز ہونا صنوبر شاہ کی خدمت مین اوسکے ذریعے سے اور استفسار صنوبر شاہ کا شاہزادے سے اور تحقیق کرنا صنوبر شاہ سے ماجرا گل کا

القصہ شاہزادے نے شہر واقاف کا رستہ پکڑا جب کہ دو تین منزلین راہ کی طے کر چکا تب دور سے
ایک بڑا حصار نظر آیا بعد تین روز کے اوس قلعے کی دروازے پر پہونچا اور خدا کو یاد کرکے
اوسکے اندر جاکر کوچہ و بازار اوس شہر مین گلگشت کرنے لگا اور اوسکی آراستگی دیکھکر قیافے
سے معلوم کیا کہ شہر واقاف کا قلعہ یہی ہے مگر یہ سوال حیرانگیز کا جو مانند الہام غیبی کے ہے کس سے
پوچھون اور کشف اسرار کیونکر ہو اسی فکر مین تھا کہ یکایک ایک جوان سے کہ نام اوسکا فرخ فال تھا
ملاقات ہوئی شاہزادے نے اوس سے خوب لگاوٹ کی یہان تک دوستی بہم پہونچائی کہ اگر وہ
ایک گھڑی شاہزادیکو نہ دیکھتا بیقرار ہو جاتا القصہ ایک روز شاہزادے نے تقریباً پوچھا کہ ای یار گل با صنوبر چہ کرد

متوجہ ہوا چاہا کہ اپنے دم کے ساتھ شاہزادے کو بھی کھینچ لے مگر شاہزادے نے آپ کو اوسکے دم کے حصار سے
الگ نکالا اور جوانمردی سے اور ایک تیر اوسکے گلے پر مارا اگرچہ وہ تیر کاری نہ لگا تب شمشیر نکالکر اللہ اکبر
پڑھکر ایک ہی ضرب مین اوس موذی کا کام تمام کیا شاہزادہ زہر کی حرارت سے بیہوش ہو گیا بعد چار
ساعت کے ہوش مین آکر اپنا تمام بدن خون سے آلودہ دیکھکر سجدات شکر پروردگار کی درگاہ مین بجالایا
اور حوض مین اوتر کر غسل کیا سارا بدن خون سے صاف کر کے کچھ ناشتا کر کے لب حوض جا بیٹھا اور دیکھا
کہ اوسی درخت پر سیمرغ کا آشیانہ ہے اوسکے بچے گھونسلے سے سر نکالکر اژدہے کی لڑائی دیکھ رہے تھے بھوک کی مارے بلبلاتے
اور شور مچا رہے تھے شاہزادے نے اوسی گوشت کو ریزہ ریزہ کر تمام اون بچونکو کھلایا بچے گوشت کھا کر آسودہ
ہو کے سو گئے اور شاہزادہ بھی ماندگی کے سبب حوض کے کنارے پر غافل سو گیا اس عرصے مین جوڑا سیمرغ کا
جو طعمے کی تلاش کو گیا تھا آپہونچا لیکن بچونکی آواز نہ پاکر سیمرغ نے سوچا کہ یہ جوان جو سوتا ہے یہی ہمارے بچونکو مار کر
کھا گیا ہے اور اسیطرح سے ہمیشہ آکر ہمکو ستاتا ہے آج اسکو ہلاک کرنا مناسب ہے یہ خیال کر کے کئی ہزار من کا
پتھر پہاڑ سے جنگل مین اوٹھا لایا اور چاہتا تھا کہ شاہزادے پر چھوڑ دے کہ مادہ سیمرغ کی بولی پہلے اپنے گھر مین
بچون کو دیکھلو بعد اوسکے اسکے مارنیکا قصد کرو کہ ایک بیگناہ کا خون کرنا قیامت مین گرفتار عذاب ہونا ہے
یہ بات سیمرغ کو بہت پسند آئی اپنے گھونسلے مین گیا دیکھا کہ بچے سب کے سب چین سے سوتے ہین مگر سیمرغ کے
جاتے ہی جاگ اوٹھے اور تمام احوال اژدہا کی لڑائی کا شاہزادے کے ساتھ اور گوشت کھلانے کا بیان کر کے کہا نہا
آپ اسکو ہلاک نکیجیے اسنے ہماری جان بچائی ہے جبکہ سیمرغ نے بچونکی زبانی شاہزادے کی مہربانی کی حقیقت
سنی اوسکی ہمت اور شجاعت پر ہزار تحسین و آفرین کر کے دل مین کہا کہ اس جوانمرد نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے
مناسب ہے کہ مین بھی اوسکی عوض مین کچھ نیکی کرون یہ کہکر درخت سے نیچے اوترکر شاہزادے کے نزدیک آیا اور اپنے
پرون سے شاہزادے پر سایہ کیے بیٹھا رہا جب کہ شاہزادہ خواب سے بیدار ہوا تب نہایت شفقت سے استفسار
حال کیا کہ تجھپر ایسی کون مہم مشکل پڑی ہے کہ جسکے لیے تو یہان تک آیا کہ جہان انسان اور حیوان
کی طاقت نہین کہ گذر کرے لیکن تو نے مجھپر بڑا احسان کیا ہے کہ میرے بچونکو ایسے دشمن خونخوار کے ہاتھ سے
بچایا ہے اب تیرا کیا مطلب ہے بیان کر اوسکے حاصل کرنے مین کوشش کرونگا تب شاہزادے نے تمام سرگذشت اور
مطلب اپنا سیمرغ سے شرح وار بیان کیا تب سیمرغ نے کہا کہ اے شاہزادے لازم ہے کہ تو چند روز یہان توقف کر اور اسباب
سفر اور زاد راہ جو مین تجھے بتلاؤن موجود کرے پھر کہین چلنے کی تدبیر ہوگی شاہزادے نے کہا آپ جلد فرمائیے کہ

چلون گی تب شاہزادے نے کہا کہ اے مایۂ زندگانی مین مہم عظیم در پیش رکھتا ہون جب شہر واقاف سے پھرونگا تب تجھکو ہمراہ اپنے شہر مین لیجاؤن گا میرے پھر آنے تک تو اپنی سلطنت پر قایم رہ اور ملک کی خبرداری مین مصروف ہو اور اوس کی حفاظت کے لیے ایک شیر کی اجازت واسطے حفاظت اوس شاہزادی کی شیرون کے بادشاہ سے چاہی شیر نے قبول کیا تب شاہزادہ نے ایک گھوڑا زنگی کے طویلے سے موافق اپنے پسند کے کھولکر اوسپر سوار ہوا اور وہانسے روانہ ہوا

ساتوین داستان پہونچنے مین شاہزادے کے سیمرغ کے مکان پر اور مارا جانا اژدہاے خونخوار کا ہاتھ سے شاہزادے کے اور بچانا سیمرغ کے بچونکو اژدہا سے اور سیمرغ کی امداد سے ملک واقاف مین پہونچنا

غرض دو تین مہینے کی راہ طے کر چکا تھا کہ ایک میدان باغ بہشت سا نظر آیا کہ طرح طرح کے گل اوسمین کھلے ہوے ہوے گل سے مشام معطر اور نسیم مشک بیز سے دماغ معنبر سبزہ لہلہایا ہوا لالا ڈہڈہایا ہوا قمری کی آواز موزون سے درخت سرو تحسین کے لیے جنبش مین تھا اور بلبلونکی صفیر سنجی سے غنچہ ساتہ گل کے آویزش مین نہر وہانکی زلال کوثر کا نشان اور اوسکے چشمون سے آب مصفا رواں شاہزادہ دیکھنے سے اوس صحرا کے متعجب ہوکر ایک درخت کے نیچے کہ بہت بلند تھا بیٹھا اوس درخت مین رنگا رنگ کی پھول اور پھل لگے تھے اور ایک حوض سنگ مرمر کا بہت لطافت سے بنا ہوا دیکھا پانی اوسکا ایکطرف سے آکر دوسری طرف سے نکل جاتا تھا شاہزادیکو مشاہدہ سے اون چیزونکے یاد آیا کہ جمیلہ بانو نے جو نشان سیمرغ کی مکان کا بتایا تھا شاید یہی ہوگا تب گھوڑے سے اوترکر اوسے چرانیکے لیے چھوڑ دیا اور آپ حوض مین اوترکے غسل کرکے اسباب کھانیکا جو کہ موجود تھا نوش جان فرمایا اور اوس درخت کی سایہ مین باسودگی تمام آرام فرمایا ماندگی کے سبب سے غافل ہو گیا ناگاہ گھوڑا شاہزادیکا ہنہناتا اور شور کرتا ہوا دہشتناک شہزادیکے بالین آیا اور ٹاپین مارنے لگا اوسکی آواز سے یکا یک شہزادیکی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ایک اژدہا پہاڑ کے مانند اوسطرف اوٹھائی ہوے اور شکم کو زمین پر ملتا ہوا چلا آتا ہے بڑے بڑے پتھر جو اوسکی نیچے آجاتی ہین پسکر سرمہ ہو جاتی ہین تب ہیبتناک ہوکر اسحاق پیغمبر کی کمان جو اوسکے پاس تھی قربان سے نکالکر اور ترکش سے ایک تیر لیکر چلے پر چڑھا کر گھات مین بیٹھ رہا جبکہ اژدہا پھن اوٹھائے ہوے نزدیک درخت کی آپہونچا اور چاہا کہ اوس درخت پر جاوے شاہزادے نے نشانہ کرکے ایسا تیر کاری لگایا کہ ایک ہی تیر سے کلیجہ اوسکا مجروح ہو گیا تب غصے سے اپنے سرکو زمین پر ٹپکنے لگا بعد یکساعت کے شعلہ آتش کا اوسکے منہ سے نکلا کہ جسکی روشنی سے سارا میدان اشکر روشن ہو گیا اور گرم اوسکی لپٹ کی غصے سے شاہزادیکی طرف

ہوئی ہے یہ کہکر چاہا کہ قلعے کے اندر گھسے تب شاہزادے نے رستم کے مانند گھیر لیا زنگیون کے نکل کر
ضرب شمشیر سے تمام زنگیونکو خاک و خون مین گرا دیا اور انکے خون سے میدان مین سیلاب بہا دیا ناگاہ نظر شاہزادے کی
طرم طاق پر کہ بڑا ہی قوی ہیکل تھا پڑی قد اوسکا ستون کے مانند بلند تھا اور ایک گرز فولادی کاندھے پر
لیے اور کئی پتھر ہاتھ مین اوٹھائے قلعے کے اندر جاتا تھا تب دل مین کہا کہ خدا حافظ یہ بڑا موذی ہے فوراً
شاہزادے نے دوڑ کر کہا کہ خبردار کہان جاتا ہے ذرا ٹھہر ارہ جبکہ شاہزادے کی للکار زنگی نے سنی کہا کہ اے آدم زاد
خوش آمدی ایک ہی ضرب عمود سے تیرے بدن کی ہڈیان نرم اور دم بھر مین تیری پسلیان چکنا چور کر ڈالتا ہون
یہ کہکر بے اختیار خوف اوسپر غالب تھا تسپر بھی حملہ کیا اور گرز کو گھما کے شاہزادے پر مارا شاہزادے نے گھوڑے کو
اس طرح سے کاوا دیا کہ گرز کی ہوا بھی اوسکے بدن کو نہ لگی اور مطلق ضرب اوسپر نہ پہونچی اور گرز اوسکے ہاتھ سے
چھوٹکر زمین پر گر پڑا طرم طاق نے معلوم کیا کہ آدم زاد گرز کی ضرب سے پیوند زمین ہوگیا ہوگا اس لیے اوسکی
تلاش ہر نیم مین کھوجنے لگا اور کہتا تھا کہ اے آدمی زاد کہان ہے اور کیا خیال رکھتا ہے اس عرصے مین شاہزادہ
دوسری طرف سے کاوا دیکر اوسکے سامنے آیا طرم طاق نے دیکھا کہ شاہزادہ تو زندہ ہے پوچھا کہ اس زخم جانستان سے
تو کیونکر جانبر ہوا اگر کوہ بھی ہوتا تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جاتا شاہزادے نے جواب دیا کہ حق تعالی نے مجھکو تیری
ضرب سے بچایا یہ سنکر اوسنے چاہا کہ پھر گرز اوٹھاوے اور شاہزادے پر مارے شاہزادے نے فرصت پا کر عقرب سلیمانی کو
نکال سر اوس بلاے سیاہ کی ایسا مارا کہ دفعتاً جہنم مین پہونچا ابیات لڑا اسطرح سے وہ میدان مین * کہ
بہنے لگا خون بہا بانین * زمین خون زنگی سے تھی لالہ زار * دم تیغ تھا جیسے صابون مین تار * جہان جسکی
گردن پہ خنجر دھرا * وہان خون کا فوارہ اوس سے بہا * لگایا جسے تیر خارا شگاف * ہوا پار سینے سے اوسکے وہ صاف
غرض شیروان کا بادشاہ جو مدد کو آیا تھا شاہزادے کی جوانمردی دیکھکر بہت تحسین و آفرین کرنے لگا اور شاہزادے
نے پھر اوسی رومال سے شیر کا منہ اور بدن صاف کر دیا شیر شہزادے کو ہمراہ لیکر قلعے کے اندر گیا وہان ایک
باغ پاکیزہ کہ باغ فردوس سے بھی زیادہ سبز و خرم تھا دیکھا القصہ شاہزادے کی طبیعت اوس باغ کے دیکھنے سے
نہایت خوش ہوئی طرم طاق کی لڑکی کہ ملاحت جسکے چہرے کی نمک پاش زخم جگر عشاق تھی وہان نظر پڑی
شاہزادے کو شیر کے ہمراہ دیکھکر اوٹھ کھڑی ہوئی تعظیم کرکے قدمبوسی کی اور تخت پر بٹھایا اسباب کھانے
پینے کا حاضر کیا بعد ازان اوس حبشیہ نے شاہزادے سے کلمہ محمدیہ سیکھا اور دین اسلام قبول کیا پھر بولی کہ اے
شاہزادے مین آج سے تیری پرستار ہی ہون حاضر ہون ہرگز تجھسے جدا نہون اب جہان تو جاویگا وہان تیرے ساتھ

سایہ دار تھا شاہزادہ اوسی درخت کے نیچے گھوڑیکو باندھکر آپ بین پوش بچھاکر تفریح طبع کے لیے بیٹھا اور قلعے
کے جانب کو دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ قلعے سے کئی زنگی نمودار ہوا اور شاہزادیکو دیکھکر بہت خوش ہوکر آپس مین
چرچا کرنے لگے کہ آج بعد مدت کے یہ آدمزاد یہان آیا ہے ہمارے بادشاہ طرم طاق کو گوشت آدمی کا بہت
مرغوب طبع ہے چاہیے کہ انسان کو پکڑکر اوسکے پاس لیجائین یہ مصلحت کرکے دس بارہ زنگی شاہزادیکے
نزدیک آکر اوسکے پکڑنے کا ارادہ کرنے لگے تب شاہزادے نے زنگیون سے کہا کہ تم مجھے کس لیے پکڑتے ہو
زنگیون نے کہا کہ تجھے اپنے بادشاہ کے پاس لیجائینگے کہ وہ گوشت آدمی کا بڑی رغبت سے کھاتا ہے
اس خدمت کی عوض مین وہ ہمکو انعام دیگا جب شاہزادے نے زنگیون سے یہ سنا اور نوبت بجان دیکھی
تب فوراً عقرب سلیمانی اپنی کمر سے گھسیٹ کر زنگیون پر ہاتھ صاف کرنا شروع کیا اور دم بھر مین ایک ایک
کو دشت عدم کو روانہ کیا اسی طرح جب بہت سے زنگی واصل جہنم ہوئے تب یہ خبر طرم طاق کو پہونچی اوسنے
چلماق نام ایک زنگی کو کہ اوسکے لشکر کا سپہ سالار اور بڑا زور آور تھا شاہزادیکی گرفتاری کیواسطے متعین کیا
چلماق ہر چہار طرف سے زنگیون کا لشکر ساتھ لیے مانند ہجوم زنبور کے سر پر شاہزادیکے ملک الموت کی طرح
آپہونچا شاہزادے نے دیکھکر کہا کہ خدا خیر کرے یہ کالی بلا کہان سے آتی ہے کہ اسی عرصے مین چلماق نے
شاہزادے کے نزدیک آکر کہا کہ اے بدمغز تیرا کیا مقدور ہے کہ قدم اس سرزمین مین رکھے اور اتنے زنگیون
کو برباد کرے جب شاہزادے نے یہ کلام سخت چلماق سے سنا تب غصے سے عقرب سلیمانی کو کمر سے
کھینچ نزدیک اوسکے آیا اوس زنگی دیو سیرت نے جلدی سے ایک گرز گھماکر شاہزادیکے سر پر چلایا کہ جسکی
دھمک سے زمین کانپنے لگی اور ہاتھ بڑھاکر شاہزادے کو بغل مین دبا لیا اور چاہا کہ جسے پکڑکر طرم طاق
کے پاس لیجاوے تب شاہزادے نے کمر سے خنجر طیموسی نکال کے بغل سے چلماق کی ناف پر ایسا کاری
مارا کہ بھنڈارا کھل گیا اور زمین پر گر پڑا جبکہ یہ خبر طرم طاق کو پہونچی تب غصے سے بہت فوج زنگی کی
ہمراہ لیکر آپہونچا اور بہتیرے زنگیون کا سر کٹا ہوا دیکھکر نہایت جھنجھلایا اور ارادہ کیا کہ شاہزادے کو پکڑ کر
قلعے مین لیجاوے شاہزادہ جنگ سے زنگیون کی کہ مانند موج کے تھے اور بعد مارے جانے کے ایک سے دس
پیدا ہوتی تھے نہایت عاجز ہوگیا تھا اوس وقت اوسے کچھ بن نہ پڑی کہ اسی اثنا مین وہ شیر غیب دان کہ جسکی
خدمت شاہزادے نے کی تھی یکایک جنگل سے نکلکے ہزاردن شیر ہمراہ لیکر زنگی کی طرف آیا جبکہ زنگی نے
لشکر شیر کا دیکھا تب دل مین اپنے کہا کہ یہ آدمزاد نہین ہے بلکہ کوئی بلا ہے کہ قہر الٰہی سے مجھپر نازل

نہ ہنسنا کسی سے نہ کچھ بولنا ٭ صدا باب مندوہ کو کھولنا ٭ اگر شام کھانا سحر کچھ نہین ٭ تن اپنے کی اوسکو خبر کچھ نہین
جگر سے صدا آہ اوسکی اوٹھے ٭ کہے تو ہوائی سی منہ پر چھٹے ٭ ذرا نام طاقت نہ تن مین رہا ٭ فقط جی کا دھوکا بدن مین رہا ٭
ادھر تو جمیلہ بانو شاہزادے کی جدائی سے اوس حال تباہ کو پہونچی اور اودھر شاہزادہ منزل بمنزل راہ طے کرتا ہوا صفحۂ زمین پر پہونچا وہان دوراہہ ملا تب جمیلہ بانو کا کہنا شاہزادے کو یاد آیا اور وہین مقام کر دام پھیلا دی منتظر شکار کے آنے کا تھا کہ اتنے مین جب پہر ایک رات گذری طرح طرح کے جانور وہان آئے شاہزادے نے کئی ایک جانورون کو شکار کر اپنے پاس رکھ چھوڑا دوپہر کے وقت سب جانور اوس جنگل سے نکل گئے اور ایک شیر جسکا قد ہاتھی کا سا تھا آ پہونچا نہایت خوش صورت کہ کسی نے اپنی عمر مین نہین دیکھا تھا تب شاہزادے نے دلیرانہ نزدیک اوسکے جاکر سلام کیا اور آداب بجا لا کر دعا دی شیر بھی شاہزادے کے نزدیک آیا شاہزادے نے فوراً اوسی رومال سے کہ جو خاتون نے دیا تھا منہ ہاتھ شیر کا گرد و غبار سے جنگل کے پاک و صاف کر دیا اور وہ شکار جو کہ موجود رکھا تھا آگے دھر چھری سے تکے تکے کر سامنے رکھتا گیا شیر کھانے مین مشغول ہوا اور ہمراہ اوسکے جو شیر تھے سب ہر چہار طرف حلقہ باندھکر بیٹھے اور شاہزادہ دست بستہ کھڑا رہا جبکہ شیر نے کھانے سے فراغت پائی تب اونھن اوسکا اورون نے نوش جان کیا شاہزادے نے پھر رومال سے منہ شیر کا صاف کر دیا تب شیر نے شاہزادے کو کنار مین لیکر بہت سی تسلی دی اور فرمایا کہ اب تم بلے خوف یہان رہو اور ایک شیر کو شاہزادے کی چوکی کے لیے رکھکر چلا گیا غرض تمام رات آرام سے گذری صبح کو اوس شیر نے بھی جنگل کی راہ لی

چھٹی داستان پہونچنا شاہزادے کا قلعۂ زنگبار پر اور جنگ کرنا زنگیون سے اور مار ڈالنا طرم طاق بادشاہ کا شاہزادے کے ہاتھ سے اور اوس کی لڑکی سے نکاح کرکے روانہ ہونا شہر واقاف کو

القصہ شاہزادہ سجدۂ شکر جناب الٰہی مین بجا لا کر گھوڑے پر سوار ہوکر روانہ ہوا جبکہ نزدیک دوراہے کے پہونچا غور کرنے لگا کہ اب کس راہ مین جانا مناسب ہے راہ چپ مین مخاطرہ بہت ہے بہتر ہے کہ راہ راست مین جاؤن یہ بات ٹھانکر خدا کو یاد کر آگے چلا جبکہ دو تین منزلین طے کر چکا تب ایک قلعۂ رفیع الشان کہ جسکے برجون پر توپین چڑھی ہوئین و جنگی سامان طرح طرح کا دیوارون پر موجود تھا نظر آیا چاہا کہ وہانسے پھرے لیکن جوانمردی سے بعید جانا کہا جو ہونی ہو سو ہو غرضکہ رفتہ رفتہ اوس قلعے کے دروازے تک جا پہونچا عجب قلعہ نظر آیا کہ بادشاہان روے زمین نے کبھی خواب و خیال مین نہ دیکھا تھا رفعت مین آسمان کا ہمسر اور عظمت مین کوہ کے برابر اوسکے قریب ایک درخت عظیم الشان نہایت

کہ اوسکو صفحہ زمین کہتے ہین کہ وہان تجھکو ایک چشمہ ملیگا تو اوسی جگہ منزل کیجیو اور وہان شب کو بہت جانور
آتے ہین اونمین سے دو ایک جانور کو شکار کرکے اپنے پاس رکھیو جب ایک شیر قوی ہیکل کہ قد
اوسکا اونچی ہاتھی ہے اور وہ تمام شیرون اور اوس جنگل کا بادشاہ ہے آویگا تو بیخوف ہو کر دلیرانہ اوسکے
نزدیک جاکر باادب سلام کرکے ایک رومال کہ مین تجھکو دیتی ہون اوس سے اوسکا تمام وجود پاک دھاف
کرکے وہ شکار کہ جو موجود کریگا اوسکے آگے دھر کرکے دست بستہ ہو کھڑا رہیو جب شیر کھانے مین متوجہ ہو
تب تو سر نیچے کرکے دو زانو بیٹھکے چھری لیجیو اوسکو پارہ پارہ کر دیجیو جب کہ وہ کھانے سے فراغت کرے پھر
اوسکی وحشت سے اور کوئی جانور تجھکو نہ ستائیگا باقی شب بخوشی و خرمی گذرے گی اسی طرح تمام راہ
شیرون کی خدمت کرتا چلا جائیو دو تین منزل کے بعد پھر وہان تجھکو دو راہ ملیگا خبردار راہ چپ نجائیو
دست راست کا راستا پکڑیو آگے ایک قلعہ زنگیون کا کہ نام اوسکا خماشہ ہے اور چالیس خونخوار حبشی کہ
ہر ایک اونمین سے پانچ ہزار زنگی کا سردار ہے اوسکے دروازے کی نگہبانی مین رہتے ہین اور وہ قلعہ زنگیان
مشہور ہے سردار وہان کا طرم طاق نام رکھتا ہے اگرچہ وہ بڑا خونخوار ہے مگر اس رومال و شمشیر کی برکت سے
وہ بھی تجھپر مہربان رہے گا بہت الفت اور محبت کریگا ایک دو دن وہان رہکر آگے جائیو پھر اوس منزل کے
آگے سیمرغ کے مکان مین پہونچے گا خدا چاہے تو وہ بھی ان چیزون کی برکت سے تیری فرمانبرداری کریگا
بلکہ اوسی کے وسیلے سے تو ملک قاف مین پہونچے گا لیکن خبردار ہمارے کہنے سے سرمو تفاوت نکیجیو
الغرض جبکہ جمیلہ خاتون نے سب طرح سے سمجھایا اور سب راہ بتا کر آگاہ کیا تب ایک گھوڑا پریزاد اوسکی
سواری کے لیے اصطبل سے منگوایا شاہزادہ سوار ہو کر وہان سے ملک قاف کو روانہ ہوا جمیلہ بانو فراق سے
بیقرار ہو کر شاہزادے کے پیچھے چلی جبکہ شاہزادہ تین کوس راہ طے کر چکا پھر کر نگاہ کیا دیکھتا ہے کہ جمیلہ بانو بھی اوسکے
ساتھ چلی آتی ہے ناچار اوسی جگہہ بخاطر اوسکے خاتون کی منزل کرا اسباب محفل اور نشاط کا موجود کر تمام رات
بادہ نوشی مین بعیش و عشرت جمیلہ بانو کے ساتھ کاٹی اور بہت تسلی دی جبکہ صبح ہوئی خاتون کو مکان پہ
روانہ کر آپ راہ منزل کی لی تب جمیلہ خاتون فراق سے شاہزادے کے یہانتک بیقرار ہوئی کہ سیماب اوسکے
اضطراب کو دیکھکر آب آب ہوا اور برق بیتاب ابیات یہانتک وہ روئی غم یار سے + کہ دریا بہا چشم خونبار سے +
غم ہجر سے یہ ہوا اوسکا حال + کہ تھی زندگی اوسکے دل پر وبال + ہوا خواب و خور اوسکے اوپر حرام + تھا
غیر از زاری اوسے اور کام + وہ صورت جو تھی گل سی مرجھا گئی + جدائی تماشا یہ دکھلا گئی +

طی نہین ہوئی ہے کہ اتنی محنت اور حیرانی اور سرگردانی تونے اوٹھائی ابھی بہت سی راہین خطرناک
درپیش ہین اسواسطے لازم ہی کہ اس اندیشہ محال و خیال باطل سی باز رہ اور ناحق باوصف اس جوانی کی دیوونکی ہاتھہ سے
اپنی جان عزیز کو ہلاک نکر میری بات مان کہ مفت مارا جانا مصلحت سے باہر ہے اب غریب خانہ کو اپنا محل مبارک
سمجھ کر یہین رہ اور جام حیات کو بادۂ عیش و عشرت سی لبریز کر کہ مین بجان و دل تیری خدمتگذاری مین
حاضر ہون تیرے آرام کو اپنی راحت پر مقدم جانونگی اور ہر صورت سے تیری تابعداری کرونگی تب شاہزادے نے
کہا کہ درست ہی آپکا حق احسان میری گردن جان پر اتنا ہے کہ اگر میرے بدنکی جلد سے جوتی بناکر پہنیے تو بجا ہی کیونکہ
آپنے اوس جادوگر کے ہاتھہ سے نجات دیکر دوبارہ لباس پیکر انسانی مجھے پہنایا مگر یہ امید رکھتا ہون کہ چند روز کے
لیے رخصت فرمائیے بعد حاصل ہونے مطلب کے شہر واقاق سی پھر آکر خدمت مین حاضر ہونگا از بسکہ آپکی عنایت
میرے حال پر مبذول ہے جو فرمائیے گا مجھے سب قبول ہے اب وہانتک پہونچنے کی تدبیر جو تمسے ہو سکے سو کرو
انشاء اللہ تعالی اگر جیتا پھرونگا پھر قدم دیکھونگا اور تمھارے ساتھہ رسم ازدواج بجالاؤنگا اور اپنے ملک مین
لیجاؤنگا اور رعد انگیز سے اپنے بھائیونکا انتقام لیکر باقی عمر عیش و عشرت مین تمھارے ساتھہ کاٹونگا جمیلہ بانو
نے جب دیکھا کہ شاہزادہ کسیطرح نہین مانتا اور اپنی ہٹ سی باز نہین آتا تب ناچار شاہزادیکو اجازت رخصت
دی اور بولی کہ تیر و کمان حضرت صالح پیغمبر کی اور ایک تیغ کہ جسکو عقرب سلیمانی کہتے ہین کہ بادشاہون کو
میسر نہین اوسکا وصف یہ ہی کہ اگر کوہ پر بھی مارے جیسے صابون سی تار گذرتا ہے پار ہو جاوے اور ایک خنجر
طلسمی کہ اوسے حکیمون نے بڑی تدبیرون سی بنایا ہی اور خاصیت اوسکی یہ ہے کہ وہ جسکے پاس ہو اگر کوئی اوسپر ہزار
من کا بوجھا ڈالدے تو پیسا بھر بھی نہ معلوم ہو اور گولی اوسپر حربہ کرے تو بدن پر مطلق اثر پذیر نہو قیمت
اوسکی پایان نہین رکھتی یہ تینون چیزین تمھارے ساتھ دیتی ہون انکو بحفاظت تمام اپنے پاس رکھیو کہ سفر مین
تمھارے بہت کام آوینگی اور دریا نسے جس منزل مین کہ تم پہونچوگے وہانسے بغیر مدد سیمرغ کے اوس ملک مین پہونچنا
ممکن نہین ہے کسواسطے کہ درمیان راہ واقاق کی سات دریا ہین اگر تمام بادشاہ روے زمین کے اکٹھے ہون تو بھی
ہزار سال تک وسکے ایک دریا سے عبور نکر سکین شاہزادے نے پوچھا کہ اے خاتون مقام سیمرغ کا کہان ہی اور مین
کیونکر وہان پہونچونگا جمیلہ بانو بولی کہ اے مایۂ زندگانی تو کچھ اندیشہ نکر مین سب مقام کا پتا اور ٹھکانا بتادیتی ہون
خدا کے فضل سے تو جلد منزل مقصود مین پہونچے گا یہ کہکر صندوق کھول عقرب سلیمانی اور تیر و کمان وغیرہ
شاہزادے کے آگے لاکر حاضر کیا اور بولی کہ اب ذرا متوجہ ہو اور کان لگاکر سن کہ ایک منزل یہانسے ایک مکان ہے

اوسپر پھیرنے لگی اور دایہ سے بولی کہ ایک رسن زربفت کی طیار کرکے حاضر کر بموجب حکم کے دایہ ایک
ڈور زرباف لے آئی بانو نے اوس سے ہرن کو اپنے تخت کے پایہ کے ساتھ اسرا نداز سے باندھا
کہ تخت پر بیٹھنے سے وہ ہرن ہم آغوش ہے اس اثنا مین یکبارگی اوس ہرن کی آنکھ سے اشک جاری ہوئے
جب دائی نے دیکھا کہ ہرن زار زار روتا ہے تب خاتون سے بولی کہ آپکا ہرن آنکھون سے دانے
اشک کے گراتا ہے اے بانو یہ بڑے اچنبھے کی بات ہے کہ حیوان اس طرح سے روئے اس حکایت
تازہ کے سننے سے جمیلہ بانو متعجب ہوئی اور جلدی سے ہرن کے پاس آئی ہرن نے بھی خاتون کو دیکھکر
اپنے سر کو اوسکے پاؤن پر ڈالدیا اور بے اختیار رونے لگا خاتون اوسکے بدن پر ہاتھ پھیر کر بہت سی تسلی
دینے لگی اور کہنے لگی اے پیارے کسواسطے روتا ہے مین تجھکو جان سے عزیز سمجھتی ہون وہ ہرن اور بھی زیادہ
رونے لگا اور سر کو پاؤنپر خاتون کے ملنے لگا تب خاتون نے اپنی ذکاوت سے دریافت کیا کہ یہ کام بو الطیفہ بانو کا ہے
کہ انسانونکو حیوان بناکر گرفتار کر رکھتی ہے تب ہرن سے کہا کہ تو خاطر جمع رکھ تجھکو ابھی صورت اصلی مین
لاتی ہون یہ کہکر دائی سے بولی کہ معجون کا ایک حقہ مرصع جو اوس طاق پر دھرا ہے لے آ بموجب حکم کے دایہ نے حقہ مرصع
لاکر حاضر کیا تب جمیلہ بانو نے غسل کرکے کپڑے پاکیزہ پہنکے اور اوسنے انکو بھی نہلا دھلاکر تھوڑی سی معجون اوس حقے
سے نکالکر کھلادی کھلاتے ہی وہ ہرن بیہوش ہوگیا تب جمیلہ خاتون نے ایک چھڑی مسند کے تلے سے نکالکر
افسون پڑھکر اوسکے مونڈھے پر لگائی کہ ہرن یکبارگی چرخ کھاکر زمین پر گرا اور لوٹ پوٹ کر صورت اصلی
انسانی پر آیا اور وہ رسن و رومال جواہر وغیرہ جو شاخون مین تھا اوس سے جدا ہوگیا تب شاہزادہ درگاہ مین
اوس حکیم مطلق کے ہزار ہزار سجدے شکر کے بجالایا اور بولا اے خاتون تو نے مجھکو پنجہ بلا سے نجات دی اور زندگی
دوبارہ بخشی ایسی زبان کہانسے لاؤن کہ شکر تمہارے احسان کا بجالاؤن بال بال سر آپکے لطف و کرم کا
ثنا خوان ہے تب جمیلہ خاتون نے شاہزادیکو لباس شاہانہ پہنایا اوس وقت حسن شاہزادیکا ایسا چمکا گویا چاند
زمین پر اوترا تن کی صفائی پیراہن سے نمودار تھی اور سفیدۂ صبح چاک گریبان سے آشکار تب تو جمیلہ بانو اور بھی
فریفتہ ہوکر پریشان حال ہوئی اور بولی کہ اے سرو روان بوستان خوبی و اے نونہال گلستان محبوبی سچ بتلائیے کہ
آپکا آنا کہان سے ہوا ہے اور آپ کون ہین اور نام آپکا کیا ہے اور کسواسطے اسطرف تشریف لائے ہین اور
لطیفہ بانو کے دام مین کیونکر گرفتار ہوئے تھے تب شاہزادی نے اپنی سرگذشت اول سے آخر تک کہہ سنائی جمیلہ بانو
سننے سے اوس ماجرائے عجیب و غریب کے بولی کہ اے روح بخش قالب بیجان مجھہ سے پھر ارسن لے کہ ابھی جو تھائی راہ تہر او اتفاق کی

اور ہر ایک کیاری وہان کی نکہت انگیز و جان فزا غرض ایسا باغ کہ گلستان ارم سے بھی لطافت مین
دونا بلکہ باغ جنان اوسکی روش کا نمونہ تھا شاہزادہ متوجہ قصر کا ہوا اور کہنے لگا کہ دیکھا چاہیے کہ یہان
پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے یہی خیال کرتا پھرتا تھا کہ ناگاہ ایک جھروکا اوس مکان کا کھلا دیکھا اور ایک چہرہ
نازنین کہ رخسار اوسکے مانند لالۂ احمر کے رنگین اور چشم مردم فریب اوسکی غیرت آہوے چین زلف عنبر فام
اوسکی سنبل گلستان جمال اور سلسلۂ دل آشفتگان محبت کی جی کا جنجال ایک تخت مرصع زرنگار پر بیٹھی
سر نکالے تکتی ہی ہے نظر پڑی اور اوسکے جمال کی روشنی سے سارا باغ منور ہے اور اوسکے بدن کی خوشبو سے
دماغ روحانیان معطر ناگاہ نگاہ اوس غزال صحراے محبوبی کی اس آوارہ دشت غربت و مصیبت پر پڑی
تب شاہزادی نے دل مین کہا کہ الٰہی یہ بھی کوئی بلا ہے سگ زرد برادر شغال ہو کہ اس جگہ مسکن اپنا بنائی ہی لیکن
بظاہر فریفتہ اوسکے جمال کا ہو کر تک رہا تھا کہ یکبیک آنکھ اوس نازنین کی شاہزادی سے لڑی دیکھا کہ ہرن
خوبصورت اور شاخین سر کی اوسکے مرصع ہین اس حال کے مشاہدے سے متعجب ہوئی اور دل مین سوچی کہ یہ
ہرن کسیکا پروردہ ہے اور کسی طرح سے مخلصی پاکر بھاگ آیا ہے اوس گلبدن کو اس ہرن کی گرفتار کرنیکا
شوق بدرجۂ اتم دامنگیر ہوا اپنی دائی سے بولی کہ اس ہرن کو کسیطرح سے گرفتار کر اور جو کوئی اسکو پکڑے گا
اوسکے انعام مین یہ موتی کا مالا جو میرے گلے مین ہے دونگی تب اوس جادو پیشہ نے تھوڑی سی گھاس ہاتھ مین لیکر اور
اوسپر سحر پڑھکر دور سے دکھانا شروع کیا شاہزادیکو تو اپنی گرفتاری پہلے ہی سے منظور تھی کہ کسیطرح اوس حالت
سے صورت اصلی پر آوے اور خدا کی مدد سے اس بلا سے نجات پاوے اسواسطے گھاس کو دیکھکر بھوکے جانورون
کی طرح نزدیک آنے لگا دائی نے جب دیکھا کہ یہ ہرن بہت شوخ ہے کھانیکے لالچ سے میرے نزدیک آتا ہے تب
آہستہ آہستہ قدم بڑھاتی ہوئی اور بھی نزدیک آئی اور ریشمی ڈور پڑھی ہوئی جو اوسکی گردن مین پڑی تھی
پکڑ لی جب اوس نازنین نے دیکھا قصر سے نیچے اوترکر اوسکے دیکھنے مین مشغول ہوئی اور طوق مرصع اور جادو
کی رسن اوسکی گردن مین دیکھکر سمجھی کہ یہ ہرن پروردہ کسی امیرزادے کا ہے کہ اوسکے ہاتھ سے چھوٹ کر
بھاگ آیا ہے غرض وہ لڑکی کہ جمیلہ بانو نام رکھتی تھی ہرن کو ڈور لیے ہوئے اپنے قصر مین لائی اور اپنے
بیٹھنے کی جگہ پر اوسے بٹھا کر اچھے اچھے میوے دامن مین بھرکر ہرن کو کھلانے لگی جوان آہو شکل نے
کہ از بس بھوکا تھا خوب آسودہ ہوکر کھایا اور پانی پی کے سیر ہوا پھر جمیلہ بانو کے پہلو مین سر رکھکے
آرام کرنے لگا اور خاتون بھی اوسکے ڈھیٹھ پن سے بہت خوش ہوئی اور آہستہ آہستہ دست نازک اپنا

شاہزادہ بیہوش ہوگیا اور مطلق اوسکے حواس کا باقی نرہا تب وہ ساحرہ ایک لکڑی کہ بصورت مار سیاہ تھی نکالکر اور کچھ افسون اوسپر پڑھکر شاہزادے کے مونڈھے پر ایسی ماری کہ شاہزادہ ایک آہ کھینچ چرخ کھاکر زمین پر گر پڑا اور گرتے ہی ہرن بنگیا جبکہ شاہزادے نے اپنی صورت کو ممسوخ دیکھا تب دل مین کہا کہ حیف یک نشد دو شد ناحق بیٹھے بٹھاے میں نے آپکو بلا مین ڈالا اب ہاتھ سے اوس جادوگر خونخوار کے خلاصی پانی مشکل ہے غرض لطیفہ بانو نے خوڑا اون سینگون پر کہ ہرن کی صورت سر شاہزادے کے نکل آئے تھے زرگر کو بلواکر مرصع سنگوٹیان چڑھوائین اور ایک رومال جادو سے پڑھکر اوسکی گردن سے باندھا ہر چند کہ شاہزادہ شکل آہو بنگیا تھا مگر عادات و حواس مین فرق نتھا اس سبب سے شکر خالق کا کرتا تھا لطیفہ بانو نے اوس ہرن کو بھی بڑے تکلف سے آراستہ کرکے درمیان اون ہرنون کے کہ وہ بھی انسان سے ہرن ہوگئے تھے چھوڑ دیا جب کہ شاہزادہ اس طرح اوس کافر کے ہاتھ سے خلاص ہو چمن مین سیر کنان ہر ایک طرف بھاگنے کی راہ ڈھونڈھتا تھا اور دل مین اندیشہ کرتا تھا کہ کیونکر اس باغ سے آپ کو نکالون ایسا نہو کہ شیر و پلنگ کا نوالہ ہو جاؤن اور یہ زندگی مفت مین برباد ہو جاوے

پانچوین داستان صورت اصلی پانا شاہزادے کا بتوجہ جمیلہ بانو اور دینا جمیلہ بانو کا تیر و کمان و عقرب سلیمانی شاہزادے کو اور روانہ ہونا شاہزادے کا وہان سے اور بیقرار ہونا جمیلہ بانو کا فراق سے اور پہونچنا شاہزادے کا میدان صفا مین اور شیر سے ملاقی ہونا

القصہ یہی اندیشہ کرتا ہوا باغ مین چرا کرتا تھا جبکہ اسی طرح سے دس بارہ دن گذرے ایک دن پھرتے پھرتے گوشے مین باغ کے پہونچا کہ دیوار وہانکی پست تھی خدا کو یاد کر ایسی چوکڑی بھری کہ باغ سے باہر نکل پڑا اور دل سے کہا کہ اب ہونی ہو سو ہو پھر خیال کیا تو دیکھا کہ وہی باغ ہے کہ جس مین رہتا تھا تب سوچا کہ شاید طلسم اور جادو کا تماشا ہے غرض سات بار اوسی طرح سے باہر نکلا مگر بسبب جادو کے پھر آپکو اوسی جگہ پایا آخر رفتہ رفتہ ایک روز ایک جگہ پہونچا کہ وہان ایک چھید کا نظر آیا بہزار محنت اور تردد اوس سے باہر نکلا تب ایک اور باغ نظر آیا کہ اوسکی خوشبو سے دماغ معطر ہوگیا سیر کرتا ہوا دیکھتا پھرتا تھا کہ اوسی عرصے مین ایک مکان عالی شان نظر آیا کہ جس مین ہزار دریچے اور دروازے سب کے سب بند تھے ہر ایک کھڑکی اوس کی صفاے سینہ پریرخون کی طرح دل کشا

کہ محفل میکشی کی ترتیب دیکر کسی طرح سے اوسے شراب پلاؤن تاکہ دماغ اوسکا نشے سی سرشار اور عقل و ہوش
بیکار ہو جاوے تو یقین ہی کہ مہرانگیز کی طرف سے جو غصہ کہ اسکے دل مین ہے فرو ہو جاویگا پھر
جو کہونگی سو قبول کریگا اور شربت وصال سے کام جان سیراب ہوگا تب ساقیان پری رخسار
گل عذار کی طرف اشارہ کیا اونھون نے اشارہ پاتے ہی جام زرین اور شراب خوش گوار رنگین
لا کر حاضر کی لطیفہ بانو نے پیالہ بھر کر پہلے تو شاہزادے کے ہاتھ مین دیا شاہزادے نے کہا ای بادہ خوار
پہلے پینا اسکا میزبان کو چاہئے مہمان کو روا ہے لطیفہ بانو نے شاہزادے کی خاطر پہلا پیالہ اپنے لبون سے
لگایا اور دوسرا جام بھر کر شاہزادے کو دیا اوسنے بے تکلف ایسی محبوبہ کے کہ طبیعت اوس کی
بیوفائی سے متنفر تھی پی لیا تب لطیفہ بانو نے ادھر مجلس بادہ نوشی کی گرم کرا ادھر گانے بجانیکا چرچا پھیلایا
دو پریزادین کہ جنکے دیکھنے سے مہر و ماہ حیرانی کھینچین اور اونکی زلفین تابدار دل عشاق کو بے اختیار
الجھین آ موجود ہوئین دف و چنگ و رباب و مردنگ کا سر ملا کے صدائے دلکش سے گانے لگین اوس وقت
اگر تان سین ہوتا تو اپنی تان بھول جاتا اور بیجو باورا باورا بن جاتا غرض گانے بجانے کا وہ سماں بندھا
کہ سارا مکان گونجنے لگا اور دلرباؤن کی جلوہ افروزی سے اندر کا اکھاڑا ہو گیا **ابیات**
بندھا اگ کا اوس گھڑی یہ سمان * کہ تھا مست سننے سی پیر و جوان * عجب طرح کی گٹکری ہو اربا *
کھلی اور مندی دل کو لیتی لبھا * انوٹھی وہ باتین نپٹ دلکشا * کہ گانے کا حق جنسے ہوتا ادا * غرض
ایسے عالم محویت مین لطیفہ بانو کے کانون دل مین آتش عشق دونی بھڑکی پر شاہزادے کی
بے پروائی سے ناچار تھی کچھ بس نہین چلتا تھا غرض تین دن اسی نوع سے محفل عیش و نشاط
گرم رہی چوتھے روز شاہزادے نے دعا و ثنا دیکر کہا کہ اے بانوے عالم اب چاہتا ہون کہ مجھکو رخصت فرمائیے
کہ راہ سفر کی بہت دور و دراز ہے اور آتش محبت تمھاری میرے خرمن جان مین شعلہ زنی کر رہی ہے
انشاء اللہ تعالی بعد حاصل ہونے مطلب کے جلد خدمت مین تیری اگر بوستان وصال سے گل مراد کے چنونگا اور
زلال ملاقات سے تشنگی اپنے جگر سوختہ کی بجھاؤنگا جب لطیفہ بانو نے دیکھا کہ شاہزادہ کسی نوع سے
دام مین نہین آتا تب دایہ کو حکم کیا کہ وہ قفلی جسمین معجون مفرح اوس طاق پر دھری ہی کھانے
سے اوس کے طاقت جوانی اور لذت روحانی ہوتی ہے لے آ کہ ذرا سی شاہزادے کو کھلاؤن
دایہ نے فورًا حاضر کی لطیفہ بانو نے تھوڑی سی شاہزادے کو کھلائی گلے سے نیچے اوترتے ہی

که ماهتاب جسکے دیکھنے سے بیتاب هو جائے اور چشم فتّان اوسکی دیدهٔ نرگس کو زمین خجالت پر جھکا دے
سر دریچے سے نکالے هوئے ادهر اودهر تک رهی هے جو هین نگاه اوسکی شاهزادے پر پڑی فوراً عاشق
اوسکے جمال کی هوگئی اور عشق سے بیتاب هو کر دائی کو بلا کر بولی که اے ماما اس جوان کو میرے نزدیک
لے آ که اوس سے پوچھون تو کون هے اور کهان سے آیا هے اور اس باغ مین که جهان پرنده پر نهین مار سکتا
اور شیر و گرگ بھی هیبت سے اس طرف رخ نهین کرتا کیونکر داخل هوا هے دایه بموجب اوسکے کهنے کے شاهزادے
کی طرف متوجه هوئی اور نزدیک شاهزادے کے جا پهونچی اور اوسکا چاند سا مکهڑا دیکھکر بھچک رهگئی بعد ایک لمحے کے
سلام کرکے بولی آپکا آنا یهان بهت مبارک هوا همارے بانو نے آپکو یاد فرمایا هے شاهزاده فوراً دایه کے همراه
هو کر متوجه اوس مکان کا هوا اور وهان پهونچکر معلوم کیا که شاید روضهٔ رضوان یهی هے اور اندر اوس مکان کے
ایک تخت بھی دھرا هے مخمل دوخوابه اور زربفت کی فرش جابجا بچھے هین پٹاپٹی کے پردے مقیش کی ڈوریون
سے کھچے هین اور وه فتنهٔ روزگار یعنی لطیفه بانو نام اوس تخت پر بیٹھی هے شاهزاده دیکھنے سے اس عجائبات
کے متعجب و متحیر هو رها اوسنے شاهزادے کو دیکھتے هی کمال اشتیاق سے اوٹھکر هاتھ پکڑ کے تخت پر اپنے پاس
بٹھایا اور بهت سی میٹھی میٹھی باتین جی لبھانے کی کرکے بولی که اے جوان تو کون هے اور کهان سے آیا هے
اور کدهر کو جاویگا اور اس باغ مین کسطرح پهونچا هے شاهزادے نے اپنی سرگذشت اول سے تا آخر کهه سنائی تب
لطیفه بانو بولی که اے جوان یه کیا خیال فاسد اور مشکل تیرے دل مین گذرا هے اس سے درگذر که کوئی اس راه مین
آج تک نهین گیا لازم هے که دست مبارک اپنا میری گردن مراد پر حمایل کر اور شکر پروردگار کا بجا لا اور اپنے
بخت بلند کو یاد و سمجھه که مجھ سی نازنین پری پیکر کا وصال تجھے میسر آیا اور یهان تک پهونچا اور جو بات
تو نے اپنے دل مین ٹھانی هے وه بھی انجام کو پهونچاؤنگی اور قیموس شاه کو مع اوسکی دختر که مهر انگیز نام رکھتی هے
تیری خدمت مین حاضر کر دونگی تب جو کچھ که تیری ارادت هوگی سو کیجیو ایسی ایسی دم بازیون کی باتون سے
شاهزادے کو بهسلا رهی تھی تب شاهزادے نے کها که اے لطیفه بانو مین تیرے ساتھ یه عهد کرتا هون که جب تک شهر و اقامت مین
نجاؤن اور قیموس شاه کو علانیه گرفتار نکرون اور اوس گیسو بریده مهر انگیز کو اپنے قبضے مین لا کر گھوڑے کی ٹاپ کے تلے نه روندون
اور اوسکا گوشت کتون اور چیلون کو نکھلاؤن تب تک دنیا کا عیش و آرام مجھپر حرام هے جب اِن کامون سے فراغت
پاؤنگا اوس وقت تجھکو نکاح مین لاؤنگا اور تیری گردن مراد مین اپنے وصال کی حمایل پهناؤنگا غرض لطیفه بانو
هر چند مانع هوتی تھی پر شاهزاده اس بات پر مطلق کان نه لگاتا تھا تب وس آفت جان نے یه تدبیر دل مین ٹھانی

گریبان مین ڈالکر بولا کہ اے خاک تو میرے پیراہن اور کفنی کی جگہہ ہے پھر سوار ہوکر وہان کا رستا لیا بعد ایک رات اور دن کے راہ دکھائی دی شاہزادہ مناجات کرتا ہوا اوسی راہ مین چلا جاتا تھا ایکدن جبکہ آفتاب عالمتاب طلوع ہوا اور اوس وقت شاہزادیکو ایک میدان لق ودق نظر آیا کہ درخت اوسکے آسمان تک پہونچے ہوے تھے اور اوسمین ایک باغ ہرا بھرا دیکھکر شاہزادہ متوجہ اوس باغ کا ہوا جبکہ دروازے پر پہونچا دیکھا کہ دروازہ ایک تختہ سنگ مرمر سے بنا ہی اور ایک زنگی کہ جسکے چہرے کی تیرگی سی سارے باغ پر سیاہی چھائی ہی بلکہ شب یجور اوسکی رنگت سی تاریکی وام لے آئی ہی اوسکے اوپر کے لب ناک کی نتھنو نسی بھی اوپر چڑھے ہین اور نیچے کا گریبان تک لٹکی ہوے قطعہ لکھون تعریف اوس چہرے کی مین کیا؛ جہان مین خلق کب ایسا ہوا منہ؛ زبس رنگت تھی اوسکی تیرہ وتار؛ کڑاہی سا تھا کالا گویا منہ؛ ایک پتھر چکی کے پاٹ کیطرح ہدور سو من کے وزن کا بجا ڈھال کے انار کے درخت سی لٹکای اور شمشیر کہ وہ بھی پچاس من لوہے سے کم نتھی شمشاد کی درخت سے ٹانگی اور کئی جانورونکی کھال کو باہم سی کر بجای لنگ پہنی اور ایک زنجیر آہنی ضخیم کہ جسکے ہر حلقے سی ہاتھی آمدورفت کر سکے بجای کمربند باندھے حرم کے دروازے پر پتھر سے تیغا کیے اور تکیہ دیے ہوے سوتا ہی شاہزادی نزدیک اوسکے اگر لگام اپنے گھوڑے کی زنگی کے سر کے نزدیک باندھی اور بسم اللہ پڑھکر باغ کے اندر قدم رکھا سیر کرتی کرتے یکایک ایک چمن کے نزدیک جا پہونچا وہانکی ہوا بہت خوش آیند اور درخت بھی نہایت خوش قطع تھے اور انکی ڈالیان متوالون کی طرح باہم جھوم رہین تھین اور بلندی مین سر آسمان تک لگ گئین تھین بہت سی ہرن وہان چر رہے تھے کہ مرصع سنگوٹیان جنکی سینگو نپر منڈھی ہوئین اور کارچوب جھولین پیٹھہ پر پڑی ہوئین اور رومال زربفت کی اونکی گردن مین بندھی تھے غرض ہر ایک پری چہرہ اوس باغ مین سیر کنان تھا شاہزادہ دیکھنے سی اس تماشاے عجیب کے متعجب ہو رہا تھا کہ الٰہی یہ عجب باغ ہے اور اسکا مالک کون ہی کہ نظر نہین آتا مگر سارے ہرن دست وپا چشم وابرو کے اشاری سے شاہزادیکو مانع ہوتے تھے کہ یہان مت آ لیکن اشارہ اونکا شاہزادی کی خاطر مین نہ آیا بلکہ قیاس کیا کہ شاید یہ ہرن مجھے دیکھکر کلیلین کر رہے ہین اور عشوہ گری سی چشم وابرو ہلاتے ہین القصہ شاہزادہ سیر کرتا ہوا نزدیک ایک محل کے پہونچا کہ قصر قیصر کو بھی اوس مکان کی برابری کا مرتبہ نتھا رفعت اور وسعت اوسکی رشک فزاے چرخ مدور اور نقش ونگار اوسکے تختہ گلزار اور اوسمین ایک شہ نشین مصفا سنگ مرمر کے فرش سے آراستہ اور ہر دروازہ اوسکا چشم عشاق کے مانند کھلا تھا شاہزادہ سیر کرتا ہوا ایک جھرو کے سی اوس مکان کے اندر گھس گیا دیکھتا ہی کہ ایک عورت خوبصورت پری پیکر

اور کہان سے آیا ہے تب شاہزادے نے کہا کہ اے بزرگ یہ مسافر قصد شہر واقاف کا رکھتا ہے مگر اوسکی
راہ نہین جانتا کہ کس طرف ہی اور کس راہ سے جانا ہوگا پیر بزرگ نے شاہزادے کی رخسار پر نظر کرکے کہا کہ
اے جوان اس راہ سے پایان سے تو آپکو باز رکھ یہ راہ بہت خطرناک ہی لازم ہی اس طرف سے خیال اوٹھاکر اور
کامون مین مشغول ہو کس واسطے کہ اگر عمر بھر اس راہ کی تلاش مین سرگردان رہیگا تو بھی پتا نپاویگا غرض
پیر بزرگ نے بہت ہی نصیحت کی مگر شاہزادے کو کچھ اثر پذیر نہوئی تب پیر بزرگ نے کہا اے مسافر تیرا مقصود شہر
واقاف مین کیا ہے کہ جس لیے اپنی عمر عزیز کو برباد کیا چاہتا ہی شاہزادے نے کہا کہ اے بزرگ ایک کام نہایت سخت اور
مہم مشکل پیش آئی ہی اگر آپکو اوس راہ کا کچھ ٹھکانا معلوم ہو تو مانند خضر کے میری رہنمائی فرمائیے جب پیر بزرگ نے
دیکھا کہ شاہزادہ کسی نوع سے نہین رکتا تب فرمایا کہ اے جوان شہر واقاف قاف مین ہی اور تعلق بادشاہ سے رکھتا ہی اور
وہان مقام جنات کا ہی شہر سے باہر ہوئے پر تجھکو دو راہین ملینگی لازم ہی کہ راہ راست مین جائیو ہرگز راہ چپ مین
جانیکا قصد نکیجیو درمیان کی رستے کو اختیار کیجیو ایک رات اور دن کی راہ سے مت جائیو جبکہ صبح صادق ہوگی
تب تجھکو ایک منارہ نظر آویگا اوسپر ایک تختہ سنگ مرمر کا خط کوفی سے لکھا ہی لازم ہی کہ اوس تختے پر جو کچھ منقوش ہے
اوسکو پڑھکر اوسی پر عمل کرنا اور زینہار خلاف راہ نجانا شاہزادے نے یہ بات قبول کی اور اوس بزرگ کے پانون
چومے وقت رخصت ہونے کے پیر نے بھی حق مین شاہزادے کے دعاے خیر کی شاہزادہ گھوڑے پر سوار ہوکر متوجہ راہ
شہر واقاف کا ہوا ایک شبانہ روز کی راہ گیا تھا کہ اوس سنگ نشان تک جا پہونچا دیکھا کہ بلندی مین مانند فلک
لاجوردی کے ہی اور اوسمین ایک تختہ سنگ مرمر کا خط کوفی سے منقش جڑا ہی اسواسطے کہ مسافر حقیقت سے ہر ایک راہ
کی واقف ہوکر عیش و عشرت سے اوقات کاٹین اور بگمراہ نہون اور مضمون اس نوشت کا یہ ہی کہ مسافر کو لازم ہے
راہ راست مین جاوے اگر راہ چپ مین جاویگا تو تھوڑی تصدیع اوٹھاویگا لیکن جلد اپنے مقصد کو پہونچیگا اور راہ میانہ
تو ایسی خطرناک ہی کہ اگر کوئی ہزار جان رکھتا ہو ایک بھی پھیر نلاوے وہ راہ قاف کی ولایت کو جاتی ہی شاہزادہ اوسمضمونکو پڑھکر
سروپا برہنہ دست تمنا درگاہ مین اوس بے نیاز کے اوٹھاکر کہنے لگا اے بھولون بھٹکونکی پتہ پر پہونچانیوالے اوای گمراہونکی ہدایت
کرنیوالے تجھسے دعا مانگتا ہون اور مدد چاہتا ہون کہ مقصد میرا واقاف کی ملک سے ہی اوس راہ خطرناک مین تو رہبری کر ابیات

دشت غربت مین پڑا ہون یا الٰہ ۔ کون مجھکو تجھ سوا دکھلائے راہ
نے کوئی ہمدم نہ یان ہمراہ ہے ۔ ہے اگر تو نالۂ جان کاہ ہے
کس سے درد و غم کرون اپنا بیان ۔ لب پہ آپہونچی ہی جان ناتوان
خار سے سارا بیابان ہی بھرا ۔ آبلون سے ہو گئے مجروح پا
ہر قدم مین ہین یہان خطرے ہزار ۔ تو بچاوے تو بچون پروردگار
ایک مٹھی خاک کی زمین سے اوٹھاکر اپنے جیب دے

بھاگ کر آیا ہے پس لازم ہے کہ تو بھی قصد شہر واقاف کا کرے نہین تو کسی وجہ سے یہ راز تجھپر منکشف نہو یگا جبتک کہ شاہزادی نے دلارام کی زبانی یہ بات سنی تب دل سے کہا اے دل اب غور اصبر واجب ہے اور دیکھ کہ پردۂ غیب سے کیا آشکار ہوتا ہے اب تو بہت مشکلین پیش ہینگی اور اس بات مین بہت سا خون جگر کھانا ہوگا ابیات اگر خون دل کھا کے پہونچونگا وان ٭ تو مقصود کو اپنے پاؤنگا ہان ٭ نہین نا امیدی سے مجھکو ہراس ٭ کہ لاتقنطوا یہ ہے سبکی اساس ٭ جوانمرد جس بات پر دل دھرین ٭ اگر خار ہو اوسکو بھی گل کرین غرض ایسے مضمون کا شعر پڑھکر تسلی خاطر کرتا تھا کہ اتنے مین دلارام نے شاہزادے کو بہت متردد دیکھکر کہا کہ اے مونس غمخوار و یار وفادار تو کچھ تردد خاطر مین نلانا اگر ارادہ تیرا مہر انگیز کے قتل کا ہو تو مین ایک دن محفل مین پیالہ شراب کے بدلے زہر کا پیالہ اوسے پلادون کہ پھر قیامت تک سر نہ اوٹھائے ابیات پلاؤن اوسے اسطرح کی شراب ٭ کہ پھر سر اوٹھائے نہ خانہ خراب ٭ قیامت تلک اوسکو آوے نہ ہوش ٭ رہے خاک کی طرح پھر وہ خموش ٭ تب شاہزادے نے کہا اے یار غمخوار افسوس ہے ہلاک کرکے بدلا لینا جوانمردی سے بعید ہے جب تک کہ شہر واقاف کو نجاؤن اور اس معمے کو دریافت نکرون تب تک آرام حرام جانتا ہون انشاء اللہ تعالی اس مطلب کو حاصل کر تیرا مطلب لاؤنگا یہ عہد مکرر تیرے ساتھ کرتا ہون یہ کہکر دلارام سے رخصت ہوکر نزدیک پیر دہقان کی گیا اور کہا کہ ای پدر مین سفر کو جاتا ہون تم کچھ اندیشہ اور وسواس خاطر مین نلانیو

چوتھی داستان روانہ ہونا شاہزادے کا دلارام کے پاس سے اور رہنما ہونا پیر روشنضمیر کا طرف شہر واقاف کے اور مسحور اور ممسوخ ہونا اوسکا ہرنکی صورت مین لطیفہ بانو کے جادو سے

بیان کرنے والے داستان کے اور روایت کرنے والے حکایت کے اس قصے کو اس طرح سے بیان کرتے ہین کہ شاہزادہ گھوڑے پر سوار ہوکر شہر سے باہر چلا مگر نہین جانتا تھا کہ شہر واقاف کس طرف ہے اور کس رستے سے جاتے ہین اسی فکر مین گھل گھل کر ضعیف ہوا جاتا تھا تھوڑے دنون مین ایسا ناتوان ہو گیا کہ گھوڑے پر بھی سواری کی طاقت نرہی غرض گھوڑے کی باگڈور تھانبے ہوئے پا پیادہ چلا جاتا تھا کہ یکایک راہ مین ایک پیر روشنضمیر نورانی چہرہ جامہ سبز پہنے ہوئے ہاتھہ مین ایک عصا لیے خضر کے مانند نظر آیا شاہزادے نے اوسکے دیکھتے ہی سجدہ شکر کا درگاہ رہبر حقیقی مین ادا کیا اور دست بستہ ہوکر نزدیک اوس پیر بزرگ کے آکر آداب بجالایا پیر نے بھی جواب سلام کا دیا اور پوچھا کہ اے جوان تو کون ہے اور

مجکو مطلع کرے کہ تو کون ہی اور اس جگہہ تیرا گذر کیونکر ہوا ہے اور تفحص احوال سی میری غرض یہ ہی کہ تیرے
عشق کی گرمی نے میرا دل موم کیطرح گلا دیا اور تیرے حسن پری رشک نی دیوانہ کر ڈالا اشتیاق کی ناوک
نے آہوے دل کو شکار کیا ہی اور خدنگ عشق نے جان و دل کو فگار اگر تو اپنے ساتہ مجہکو یہانسے لی چلے تو
مین اسقدر گوہر و گنج ہمراہ لون کہ گنج قارون بہی اوسکی برابری نکر سکے ہر چند وہ اسطرح کی باتین کرتی تہی
لاکن شاہزادہ دیوانے کی طرح گفتگو کرتا تہا بلحاظ اسکے کہ مبادا یہ راز آشکارا ہو تو مفت مین رسوائی
اوٹھانی ہو پہر اوس وقت کچہہ تدبیر نبن پڑیگی جبکہ دلارام نے اپنے مقصد کا جواب کچہہ نپایا افسون و فسانہ کچہہ
کام نہ آیا تب روتی ہوئی اپنے مکان پر آئی اور اوسکے دیوانے ہونے پر افسوس کرتی رہی اور تمام رات گریہ
وزاری مین کاٹی دوسرے دن جب کہ صبح صادق ہوئی پہر شاہزادے کے پاس آئی اور پروانے کے مانند گرد اوس
شمع کے پہرنے لگی اتنے مین مہر انگیز نے شاہزادیکو طلب کیا اور گفتگو مین مشغول ہوئی دلارام بہی چہپ چہپکر
دیکہا کرتی مہر انگیز اوسکی طبیعت کا میلان دیوانے کی طرف دیکہکر تاڑ گئی کہ یہ بہی فدا ہے تب دلارام کو
بلاکر بولی کہ آج سے میرے دیوانے کی خبر گیری تیرے ذمے ہی بخوبی تمام اوسکے کہانے کا اسباب
خاطر خواہ جس وقت جو چاہے فورًا حاضر کیا کر اور جان و دل سے اوسکی خدمت مین حاضر رہیو دلارام
نے جب یہ حکم پایا پہولون نسمائی جان و دل سی اوسکی خدمتگذاری مین حاضر رہتی القصہ ایک روز دلارام
دیوانے کو اپنی خلوتسرا مین لیجا کر بہت سی باتین ادہر اودہر کی کر کے قسم خدا و رسول کی درمیان مین لائی اسواسطے کہ
وہ راز اپنی دل کا کہول کر کہے تب شاہزادے نے اپنے دل سی کہا کہ ظاہرا بوے عشق اسکی باتونسی پائی جاتی ہی اپنی حالت کا
بیان کرنا اس سی مضائقہ نہین تب بولا کہ اے رعنا مطلب میرا یہ ہے کہ گل با صنوبر چہ کرد اس امر کے معنی کی
تلاش مین اتنی خرابیان کہینچتا ہوا یہان تک آ پہونچا ہون اور تیری بانو تمام بادشاہ اور شہزادونکا سر کاٹکر
لٹکا دیتی ہی اگر تجہے اس سوال کی کچہہ حقیقت معلوم ہو تو مجہے بتا تب دلارام نے کہا کہ اگر تو مجہے اپنی عقد نکاح مین لاے
اور سب بانونکا سردار بنائی تو اس راز نہان کی ماہیت سی جس قدر کہ مجہے معلوم ہی تجہکو آگاہ کرون تب شاہزادی نے کہا اے
وفادار و اے مونس غمگسار اگر تیری مددگاری سی مقصد میرا حاصل ہوا اور مین مراد کو پہونچا تو جو کچہہ تیری ارادت ہے
بسر و چشم بجا لاؤنگا اور ہر حال مین تیری اطاعت کرونگا جب دلارام نے شہزادے سی عہد و پیمان درست لی لیا تب کہا
اے مایہ زندگانی مین بہی نہین جانتی ہون کہ گل با صنوبر چہ کرد کیا معما ہے مگر اتنا معلوم ہے کہ مہر انگیز کے
تخت کے نیچے ایک زنگی رہتا ہے اوسنے اس ماجرے سے اوسکو واقف کیا ہی اور زنگی شہر واقاف سے

آتش عشق سے اپنے دل کو کباب کر آہ ماتم نالہ کرتی ہوئی مہرانگیز کے پاس آئی کہ اے شاہزادی نہین معلوم
کہ یہ عکس کسی فرشتے یا پری یا آدمزاد کا ہے یا فلک سے ماہتاب مین پراوترا ہی یا کوئی ستارہ ٹوٹ پڑا ہے
اوسکی بات کے سنتے ہی مہرانگیز کا جی ہاتھ سے گیا اور اوسکے دیکھنے کی خواہش دل مین بہت سی ہوئی
جلد لپسے اوٹھکر طاؤس کی طرح خراماں خراماں لب حوض تک جا پہونچی عکس شاہزادے کا حوض مین
دیکھکر اوسکے سودا مین اپنے متاع دل کو کھو بیٹھی اور بیقرار ہوکر دائی سے بولی کہ اسمین کون چھپا ہی تلاش
کرکے اوسکو میرے پاس لاؤ کہ اوسکے دیکھنے سے اپنے دل کو تسکین دون دایہ بموجب حکم ہر طرف دیکھتی بھالتی
چلی جاتی تھی غرض اوس چمن کے گوشے مین کہ شاہزادہ چھپا تھا اوسکی نظر پڑگئی دیکھا تو ایک جوان خورشید رو
نازک بدن کہ حیرت افزاے دیدۂ افلاک ہی درختون کی اوٹ مین چھپا کھڑا ہے شاہزادے نے دائی کو دیکھکر ارادہ
بھاگنے کا کیا لیکن راہ گریز کی نپائی فوراً آپکو دیوانہ بنایا تب دائی نزدیک آکر بولی کہ اے دیوانی کہان جاتا ہی میری
بانونے تجھے یاد فرمایا ہی وہ جواب کچھ کا کچھ دینے لگا آخرش دایہ اوسکا ہاتھ پکڑکے حضور مین لے آئی مہرانگیز ہر چند اوس سے
پرسش حال کرتی تھی وہ دیوانہ وار بلے اختیار خندہ و گریہ و زاری کرتا لے سروپا جواب دیے جاتا تھا اور جب
کبھی تفتیش حال کرتی تب کہتا کہ مین بھوکا ہون مجھے کسی سے کیا کام ہی اور کیا گھون ہرن بکری ہوگیا اور
کبھی بھنبھیری نگیئی روئی کا پہاڑ پانیکی بوچھاڑ سی گل گیا اور برف کے برسنے سی موم پگھل گیا اونٹ کو بلی کھاگئی بلی کو
چھچھوندر چبا گئی ایسی اولٹی پلٹی باتین سنکر مہرانگیز ہنسکر بولی کہ حیف ایسا جوان اور دیوانہ ہوجائے یہ حسن و
جوانی اور اسپر یہ غم ستم ہی ستم ہی ستم ہی ستم ✦ غرض مہرانگیز شاہزادیکا جمال دیکھتے ہی باولی ہوگئی تھی اور اوسکی خنجر
نگاہ سے مانند مرغ نیم بسمل کے بیقرار تھی سبھوں سے بولی کہ یہ مرد دیوانہ ہی کوئی اسکا مزاحم نہووے جو کچھ اسکی راتب ہو خبر گیر و
اور جو چیز مانگے اوسے دیجیو یہ کہکر اور دیوانیکو ہمراہ لیکر متوجہ قصر کی ہوئی اور بولی کہ اے دیوانی تو اپنی جگہ سے کسی طرف کو
نجائیو اور جو کچھ درکار ہو حاضر ہے تب شاہزادے نے اپنے دل سے کہا کہ ابھی اوس سوال کی حقیقت اس خوں خوار سے استفسار کرنا اچھا
نہین بلکہ جو اوسکی مصاحبت ہین اونسے تفحص کرنا خوب ہے مناسب ہے کہ وہ خواص دلارام نام کہ جو کہ اول عکس کو میرے دیکھکر
بدحواس ہوئی تھی اور اب تک بھی غلبۂ عشق سے میرے وصال کی خواہش اوسکے دلمین بھری ہی القصہ ہر چند شاہزادہ
ارادہ پوچھنے کا رکھتا تھا مگر فرصت وقت نتھی کہ پوچھے قضا کار ایک روز دلارام شاہزادے کو تنہا پاکر نزدیک آ
اوسکے پانون پر سر رکھ عجز و زاری اور نالے چینی اور بیقراری سے عرض کرنے لگی کہ اے جوان حق تعالی نے
جو تجھکو یہ حسن دیا ہی اور بھی زیادہ کرے میرا دل تیرے لیے تڑپتا ہے اور جی کڑھتا ہی مین چاہتی ہون کہ تو اپنی راز سے

مشاہدہ اوسکے جمال کا فرمایا تو سچ تو یون ہے کہ ایسا حسن انسان کی خلقت مین کیا پریون مین بھی پیدا
نہین اور روبرو قصر کے ایک فرش سنگ مرمر کا کہ وصف اوسکی صفائی کا تقریر سے باہر اور ایک حوض
آب لال سے بھرا ہوا مانند آئینہ کے مجلا نظر آیا شاہزادہ ایک ساعت آرام کر متوجہ سیر باغ کا ہوا اور
باغبانون سے چھپکر رات اوسی باغ مین کاٹی جبکہ روز روشن ہوا شہزادہ آپکو دیوانہ بناکر باغ کی سیر کرتا رہا
کہ ناگاہ ایک جگہہ دیکھی کہ وہان کئی پریزادین سیر کر رہین ہین اور اوسجگہہ فرش ریشمی پر ایک تخت مرصع
بچھا ہے اور اوسپر ایک معشوقہ پری شمایل بیٹھی ہے کہ جسکی روشنی سے سارا باغ اوجالا ہو رہا ہے اور اوسکی
زلف عنبرین کی لپٹ آسمان تک فرشتون کے دماغ کو معنبر کر رہی ہے شاہزادے نے قیافے سے معلوم کیا
کہ مہر انگیز یہی ہے الحق حقتعالی نے جسکو ایسا حسن دلفروز دیا ہو وہ کیون نہ ہزارون جان کو پروانیکی ہند
اپنی شمع رو پر نثار کرے **بیت** حسن گر ایسا جانفزا ہووے * کیون نہ دل دیکھ کر فدا ہووے * اور یہ اشعار
مرزا رفیع السودا کے پڑھنے لگا **اشعار** حسن ایسا کہ جیسے ماہ شب چار دہم * یک بیک دیکھے تو یک چند وہ ہیجا کر
بھبک * چہرے مین ایسی تھی گرمی کہ شب روز اوسے * یاد کرتی ہی رہے دامن مژگان کی جھپک * زلفین یون
بکھری ہوئین چہرے پہ بانکین پھین دل * جس طرح ایک کھلوتے پہ ہٹین دو بالک * ناگنی پیچ مین آ اوسکے
نہ مانگے پانی * کھیل جاوے وہین کالا جو تڑے اوسکی لٹک * دیکھے جو اوسکی کچون کو تو یقین ہو اوسے * ہیں تبنونان
تان کے یہ کام کا اوترا ہے کٹکٹ کمر اوسکی مین نہ دیکھی کہ کرون اوسکا وصف * تھی وہ اک آہوے دل کے لیے
چیتے کی لپک * زرق برق ایسا ہے پوشاک مین اوسکے کہ جیسے * کوندہ بجلی کی کمون یا کہ مین شعلے کی دمک *
اسی خیال مین تھا کہ ایک لڑکی جام زرین ہاتھہ مین لیے ہوئے پانی لینے کو لب حوض تک آئی اور چاہتی
تھی کہ جام کو پانی سے بھرے ناگاہ عکس شاہزادے کا کہ درخت کی اوٹ مین چھپکر تماشا دیکھ رہا تھا پانی
مین دیکھکر سہم گئی اور اپنے دل کے پیالے کو بیہوشی کی شراب سے بھر کر جام زرین کو حوض مین گرا گئی
اور دل مین کہنے لگی کہ آیا یہ عکس کا ہے یا پری یا آدم زاد کا غرض کانپتی اور روتی ہوئی آئی جب کہ اون
نازنینون نے یہ حالت دیکھی اوسے مہر انگیز کے روبرو لیگئین مہر انگیز نے پوچھا کہ اے رعنا تجھے کیا ہوا تھا
تب اوسنے کہا کہ اے بانو مین پانی کے لیے حوض پر گئی تھی پانی مین عکس ایک مرد کا دیکھکر دہشت کھاکر
گری اور ہاتھہ سے جام زرین پانی مین گر گیا پھر مہر انگیز نے اوسکی تحقیقات کے واسطے فرمایا کہ کوئی جلد جاوے اور اس ماجرے کو
دریافت کر حضور مین عرض کرے بموجب ارشاد کے اور ایک سہیلی گئی وہ بھی اسیطرح سے پانی مین عکس مرد دیکھتے ہی

جبکہ شہر کے قلعے کے نزدیک پہونچا اوس قلعہ کے کنگرے پر بہت سے شاہزادون کے لٹکے ہوئی دیکھے
اور اپنے بھائیون کے سرون کو بھی پہچانکر بہت سا رویا آخر ہر ایک طرف سیر کرنے لگا بازار کو دیکھتا بھالتا
باہر نکل آیا کسی قصبے مین ایک پیر مرد دہقان کے مکان پر آیا دہقان کی بی بی کہ جسکا سن اکیس بیس
برس کا ہوا تھا لیکن اوسنے لڑکے کا منہ کبھی نہین دیکھا تھا شاہزادے کے دیکھتے ہی بہت سا شاد ہوئی اور
شاہزادے کو اپنی فرزندی مین قبول کیا تب شاہزادے نے وہان قیام کر کے گھوڑے کو طویلے مین باندھا اور جو کچھ
زر و جواہر اور گنج بیشمار ساتھ رکھتا تھا اوسمین سے تھوڑا سا اون دونونکو دیا اور کہا تمکو مناسب ہے کہ ہمارا
احوال کسی پر ظاہر نکرو پھر شاہزادے نے کپڑے بدلے صبح کے ہوتے ہی شہر کی سیر کو متوجہ ہوا ہمیشہ اسی فکر مین
رہتا تھا کہ یہ راز کیونکر معلوم کرون اور اوسکے سوال کا جواب کیونکر دون اور کسطرح سے اپنے بھائیون کا
بدلا لون اگرچہ بہت تفحص و تلاش کرتا رہا لیکن کچھ بھی اوسکا اسرار کسی سے ظاہر نہوا ناچار حیران و
سرگردان سیر کرتا پھرتا ایک روز اپنے دل مین یہ مصلحت ٹھانی کہ دختر شاہ قیموس کے قصر اور اوس گیسو بریدہ کو
کہ مہرانگیز نام رکھتی ہے دیکھا چاہیے کہ اوس کافر کے عشق مین سیکڑون بادشاہ اور شاہزادے اپنی جانین مفت
مین دیگئے اور داغ حسرت دلون مین لیگئے یہ خیال کرتا ہوا دروازے پر مہرانگیز کے کہ جو اوسکے رہنے کا مکان تھا
جا پہونچا دیکھا کہ وہان ایک درخت عظیم الشان اور عجب نقشے کا دروازہ ہے اور بہت سے دربان اوسجگہ بیٹھے ہین
ہرچند شاہزادے نے چاہا کہ اوس مکان کے اندر جاوے لاکن کسیطرح جا نپایا اور بیقرار ہو کر اپنے دل مین کہنے لگا کہ شاید یہ
وہی باغ ہے اب مطلب میرا ایسے حاصل ہوگا غرض باہر سیر کرتا ہوا فکر کرتا تھا کہ شاید کوئی ایسی راہ نظر آوے کہ جس سے اس باغ کے
اندر جا پہونچون اسلیے درگاہ باری مین مناجات کرنے لگا کہ اے ہادی گمگشتگان ایسی کوئی راہ دکھلا کہ جس سے منزل مقصود کو
پہونچون یہی سوچ مین تھا کہ ناگاہ ایک نہر نظر آئی کہ جسکا پانی باہر سے باغ کے اندر جاتا تھا تب شاہزادہ کپڑے اوتار برہنہ
ہوکر اوسی نہر مین غوطہ مار باغ کے اندر گیا ایکساعت گوشے مین بیٹھکر کپڑے سکھا پھر وہی لباس پہن سیر باغ
کرنے لگا دیکھا کہ سبزہ برابر اوسکے پانی نہر کا رواں ہے اور آب جوے بار ہر سو دوان ہے بلبلین چہچہاتی ہین اور گل کھل رہے ہی
خیابان گلزار پر نئی طرح کی بہار ہے ہر ایک تختہ گل سے مرغان چمن مشغول ترنم و سرود اور قمریان با آواز کو کو طوق طاعت سرو
کا گردنمین ڈالے ہوئے موجود غرض ایسی تکلف سے وہ باغ آراستہ تھا کہ اوسکے آگے باغ ارم خار بندکے قابل نہین قطعہ عجب طرح کا
باغ وہ تازہ تر + ملا یک مین آرزو جسمین گھر + کھڑے سرو وہان بر لب جوے بار + ہین قمریان جسپہ کو کو پکار + کہین عندلیب اور گل کا
سمان + کہین نسترن کا تھا جلوہ عیان + القصہ شاہزادہ سیر کرتا ہوا نزدیک اوس شہ نشین کے کہ جسمین مہرانگیز بیٹھی تھی جا پہونچا اور دور سے

مشاہدہ اوسکے جمال کا فرمایا تو سچ تو یون ہے کہ ایسا حسن انسان کی خلقت مین کیا پریون مین بھی پیدا
نہین اور روبرو قصر کے ایک فرش سنگ مرمر کا کہ وصف اوسکی صفائی کا تقریر سے باہر اور ایک حوض
آب زلال سے بھرا ہوا مانند آئینہ کے مجلا نظر آیا شاہزادہ ایک ساعت آرام کر متوجہ سیر باغ کا ہوا اور
باغبانون سے چھپکر رات اوسی باغ مین کاٹی جبکہ روز روشن ہوا شہزادہ آپکو دیوانہ بناکر باغ کی سیر کرتا رہا
کہ ناگاہ ایک جگہہ دیکھی کہ وہان کئی پریزادین سیر کر رہین ہین اور اوسجگہہ فرش ریشمی پر ایک تخت مرصع
بچھا ہوا اور اوسپر ایک معشوقہ پری شمایل بیٹھی ہے کہ جسکی روشنی سے سارا باغ اوجالا ہو رہا ہے اور وسکی
زلف عنبرین کی لپٹ آسمان تک فرشتون کے دماغ کو معنبر کر رہی ہے شاہزادے نے قیافے سے معلوم کیا
کہ مہرانگیز یہی ہے الحق حقتعالی نے جسکو ایسا حسن دلفروز دیا ہو وہ کیون نہ ہزارون جان کو پروانیکی ماند
اپنی شمع رو پر نثار کرے **بیت** حسن گر ایسا جانفزا ہووے ✤ کیون نہ دل اوسپہ پھر فدا ہووے اور یہ اشعار
مرزا رفیع سودا کے پڑھنے لگا **اشعار** حسن ایسا کہ جیسے ماہ شب چاردہم ✤ یک بیک دیکھے تو یک چند وہ ہی جائے
بھچک ✤ چہرہ مین ایسی تھی گرمی کہ شب روز اوسے ✤ یاد کرتی ہی رہے دامن مژگان کی جھپک ✤ زلفین یون
بکھری ہوئین چہرے پہ ناگین جین دل ✤ جس طرح ایک کھلوٹے پہ ہین دو بالک ✤ ناگنی پیچ مین آ اونکے
نہ لگے پانی ✤ کھیل جاوے وہین کالا جوڑے سے اوسکی لٹک ✤ دیکھے جو اوسکی کچون کو تو یقین ہووے ✤ بتون
تان کے یہ کام کا اوترا ہے کٹکٹ کم اوسکی مین نہ دیکھی کہ کرون اوسکا وصف ✤ تھی وہ اک ہو دل کے لیے
چیتے کی لپک ✤ زرق برق ایسا ہے پوشاک مین اوسکے کہ جیسے ✤ کوندہ بجلی کی کمون یا کہ مین شعلے کی دمک ✤
اسی خیال مین تھا کہ ایک لڑکی جام زرین ہاتھہ مین لیے ہوئے پانی لینے کو لب حوض تک آئی اور چاہتی
تھی کہ جام کو پانی سے بھرے ناگاہ عکس شاہزادیکا کہ درخت کی اوٹ مین چھپکر تماشا دیکھہ رہا تھا پانی
مین دیکھکر سہم گئی اور اپنے دل کے پیالے کو بیہوشی کی شراب سے بھر کر جام زرین کو حوض مین گرا گئی
اور دل مین کہنے لگی کہ آیا یہ عکس دیو کا ہے یا پری یا آدم زاد کا غرض کانپتی اور ڈرتی ہوئی آئی جب کہ اور
نازنینون نے یہ حالت دیکھی اوسے مہرانگیز کے روبرو لیگئین مہرانگیز نے پوچھا کہ اے رعنا تجھے کیا ہوا تھا
تب اوسنے کہا کہ اے بانو مین پانی کے لیے حوض پر گئی تھی پانی مین عکس ایک دیو کا دیکھکر دہشت کھاکر
گری اور ہاتھہ سے جام زرین پانی مین گر گیا پھر مہرانگیز نے اوسکی تحقیقات کے واسطے فرمایا کہ کوئی جلد جاوے اور اس ماجرے کو
دریافت کر حضور مین عرض کرے بموجب ارشاد کے اور ایک سہیلی گئی وہ بھی اسیطرح سے پانی مین عکس دیکھتے ہی

جبکہ شہر کے قلعہ کے نزدیک پہونچا اوس قلعہ کے کنگرے پر بہت سے سر شاہزادون کے لٹکے ہوئے دیکھے اور اپنے بھائیون کے سرون کو بھی پہچانکر بہت سا رویا آخر ہر ایک طرف سیر کرنے لگا بازار کو دیکھتا بھالتا باہر نکل آیا کسی قصبے مین ایک پیرمرد دہقان کے مکان پر آیا دہقان کی بی بی کہ جسکا سن اکسو بیس برس کا ہوا تھا لیکن اوسنے لڑکے کا منہ کبھی نہین دیکھا تھا شاہزادیکے دیکھتے ہی بہت سا شاد ہوئی اور شاہزادے کو اپنی فرزندی مین قبول کیا تب شاہزادے نے وہان قیام کرکے گھوڑیکو طویلے مین باندھا اور جو کچھ زر و جواہر اور گنج بیشمار ساتھ رکھتا تھا اوسمین سے تھوڑا سا اون دونونکو دیا اور کہا تمکو مناسب ہے کہ ہمارا احوال کسی پر ظاہر نکرو پھر شاہزادے نے کپڑے بدلے صبح کے ہوتے ہی شہر کی سیر کو متوجہ ہوا ہمیشہ اوسی فکر مین رہتا تھا کہ یہ راز کیونکر معلوم کرون اور اوسکے سوال کا جواب کیونکر دون اور کسطرح سے اپنے بھائیون کا بدلا لون اگرچہ بہت تفحص و تلاش کرتا رہا لیکن کچھ بھی اوسکا اسرار کسی سے ظاہر نہوا ناچار حیران و سرگردان سیر کرتا پھرتا ایک روز اپنے دل مین یہ مصلحت ٹھانی کہ دختر شاہ تیموس کے قصر اور اوس گیسو بریدہ کو کہ مہرانگیز نام رکھتی ہے دیکھا چاہیے کہ اوس کافر کے عشق مین سیکڑون بادشاہ اور شاہزادے اپنی جانین مفت مین دیگئے اور داغ حسرت دلون مین لیگئے یہ خیال کرتا ہوا دروازے پر مہرانگیز کے کہ جو اوسکے رہنے کا مکان تھا جا پہونچا دیکھا کہ وہان ایک نہایت عظیم الشان اور عجب نقشے کا دروازہ ہی اور بہت سے دربان اوسجگہہ پر بیٹھے ہین ہرچند شاہزادے نے چاہا کہ اوس مکان کے اندر جاوے لاکن کسیطرح جا نہ پایا اور بیقرار ہوکر اپنے دل مین کہنے لگا کہ شاید یہ وہی باغ ہی اب مطلب میرا ایسے سے حاصل ہوگا غرض ہر طرف سیر کرتا ہوا فکر کرتا تھا کہ شاید کوئی ایسی راہ نظر آوے کہ جس سے اوس باغ کے اندر جا پہونچون اسلیے درگاہ باری مین مناجات کرنے لگا کہ اے ہادی گم گشتگان ایسی کوئی راہ دکھلا کہ جس سے منزل مقصود کو پہونچون اسی سوچ مین تھا کہ ناگاہ ایک نہر نظر آئی کہ جسکا پانی باہر سے باغ کے اندر جاتا تھا تب شاہزادہ کپڑے اوتار برہنہ ہوکر اوسی نہر مین غوطہ مار باغ کے اندر گیا ایکساعت گوشے مین بیٹھکر کپڑے سکھا پھر وہی لباس پہن سیر باغ کرنے لگا دیکھا کہ سبزے پر اوسکے پانی نہر کا رواں ہی اور آب جو کنار ہر سو دوان بلبلین چہچہاتی ہین اور گل کھل رہی ہین خیابان گلزار پر نئی طرح کی بہار ہر ایک تختہ گل سے مرغان چمن مشغول ترنم و سرو اور قمریان بآواز کوکو طوق طاعت سرو کا گردنمین ڈالے ہوئے موجود غرض ایسے تکلف سے وہ باغ آراستہ تھا کہ اوسکے آگے باغ ارم خار بند کے قابل نہین قطعہ عجب طرحکا باغ وہ تازہ تر + ملا یک مین آرزو جسمین گھر + کھڑے سرو وہان برلب جو بار + ہین قمریان جسپہ کوکو بکار + کہین عندلیب اور گل کا سمان + کہین نسترن کا تھا جلوہ عیان + القصہ شاہزادہ سیر کرتا ہوا نزدیک اوس شہنشین کے کہ جسمین مہرانگیز بیٹھی تھی جا پہونچا اور دور سے

کیا ہے اگر ہزار سال وسکی پیروی کرے گی اور لاکھون بندۂ خدا کو جان سے ماریگی تو بھی اوس سوال کا جواب نہ پاویگی
الغرض اوسیطور پر بادشاہ بیگم بھی سو سو طرح سے سمجھاتی رہین پر اوس سنگدل نے اپنی ہٹ ہرگز نہ چھوڑی اور
بولی اگر ہزار سال تک کوئی میرے سوال کا جواب نہ دیگا ہرگز شوہر نکرونگی تا کتخدا دنیا سے گذر جاؤنگی القصہ
جبکہ آفتاب عالمتاب پردۂ مغرب مین گیا مہر انگیز نے شہزادیکو اپنے مکان مین بلوا کر کہا کہ اے شہزادے میرے سوال ہی
کہ گل با صنوبر چہ کرد شاہزادے نے اپنی چرب زبانی سے جو جواب کہ دل مین ٹھانا اور بن آیا در پیش لا کر کہا کہ
علم غیبی سے سوائے خدا کے کسیکو آگاہی نہیں ہے اگر کوئی شخص تجھکو جھوٹی ایک بات بنا کر کہے وہ بات قابل اعتبار نہین
ہو سکتی ہے جبکہ اوس خونخوار نے اپنی سوال کا جواب نہ پایا تب جلاد ناپاک کو بلوا کر اوس بیگناہ کو قتل کا حکم دیا
فوراً جلاد نے سر اوسکا ملک تن سے الگ کر کے قلعے کے کنگرے پر سے لٹکا دیا جبکہ یہ خبر شمشاد لعل پوش
کو پہونچی وہ سیاہ پوش ہو کر چلے پھر ماتم خانے مین بیٹھا گریہ و زاری کرتا رہا جبکہ چند روز گذرے شاہزادہ قماس
بھی جو اوسکا بھائی تھا غیرت کھا کر باپ سے رخصت ہو کر مہر انگیز کے پاس گیا اور اسی طرح مارا گیا

تیسری داستان الماس روح بخش کے جانے مین مہر انگیز کے ملک کو اور پہونچنا باغ کے اندر اور وہان جا کے دیوانہ بننا اور عاشق ہونا مہر انگیز اور دلارام کا اور رخصت ہونا دلارام سے

القصہ چھوٹے لڑکے شمشاد لعل پوش کے اسیطرح سے ہلاک ہوئے ساتوان لڑکا کہ جسے الماس روح بخش کہتے تھے
رہگیا وہ نہایت خوش طبع و فصیح زبان و دانا و جوانمرد سب علمون سے واقف بڑا یگانا اور شایستہ تھا ایک روز اوسنے
باپ کو دیکھا کہ کرسی زرنگار پر بیٹھا فرزندون کے غم سے آبدیدہ ہے اور آہ جگر سوز دل سے کھینچ رہا ہے الماس روح بخش نے
بادشاہ کی یہ حالت زار دیکھکر آداب بجا لا کر عرض کیا اے بابا شاہ قیموس کی لڑکی نے میرے بھائیون کو
ہلاک کیا ہے اب چاہتا ہون کہ وہان جا کر اپنے بھائیونکے خون کا بدلا لون اور جسطرح کہ بنے اوسی اپنے عقد
نکاح مین لاؤن جبکہ بادشاہ نے یہ بات سنی اور بھی زیادہ گریہ کرنے لگا اور کہا کہ اے جان پدر اب تو تمھاری ہی سبب سے آنکھونکی
روشنی اور تن کی زندگی ہے اور کوئی فرزند نہین رکھتا ہون کہ اوس سے دل کو تسکین دون یا مہمات سلطنت اوسکے
ہاتھ سے انجام پاوین کیا تم بھی جان بوجھکر اپنی ہلاکت کا ارادہ کر بیٹھے تب شاہزادے نے مکرر عرض کیا کہ اے جہان پناہ
یہ کیا ارشاد ہوتا ہے جب تک وہان جا کر اوس خونخوار کو اپنی قبضے مین نلاؤن تب تک قرار و آرام نہین پاتا ہمین جان
جانیکو بھی آسان سمجھتا ہون غرض ہزار مکر و فریب سے اجازت لی فی الفور متوجہ وسطرفکا ہو کر تھوڑے دنون مین مہر انگیز کے قصر تک جا پہونچا

لوگ وہانکے بہ سلیقہ وصاحب عیش سیدان مین خیمے اطلس ختائی کھچے ہوئے زری بادلے کے پردے درون پر پڑے ہوئے مرصع چوبون کے شامیانی زربفتی تنے ہوئے الغرض شاہزادہ سیر کرتا ہوا دروازے پر شاہ قیموس کے پہونچا دیکھا تو ایک نقارہ مرصع اور دو جڑاؤ چوبین بھی ہین اور نقارے پر آب زر سے یہ لکھا ہی کہ جو کوئی اس شہر مین آوے اور مہرانگیز کی ملاقات کا ارادہ کرے اس چوب کو اوٹھا کر نقارے کو بجاوے بجرد آواز کے مہرانگیز اوسکو اپنے پاس بلوائیگی جبکہ شاہزادہ اوس احوال سے واقف ہوا آتش عشق سینے مین اور بھی شعلہ زن ہوئی گھوڑے سے اوتر کر متوجہ نقارہ بجانیکا ہوا اون مصاحبون نے اسواسطے پھر ارادہ ممانعت کا کیا کہ شاید اب بھی مان جاوے اور جان سے بچے عرض کرنے لگے کہ اے شاہزادے پہلے واجب ہی کہ ایک جگہ مقام کرکے اسباب درست کرین پھر سربراہی مطلب کی تدبیر مین مشغول ہووین شاہزادے نے کہا کہ مین یہان مہم مارنے نہین آیا ہون مقدم ہے کہ پہلے اس نقارے کو بجاؤن کہ یہانکے باشندے خبر پاکر مجھے شاہ قیموس کے پاس لیجاوین وہ جہان کہے گا وہان منزل کرونگا یہ کہکر شاہزادے نے آگے جا اور چوب مرصع اوٹھا کر نقارے پر اس زور سے ضرب دی کہ آواز سے اوسکی زمین دہل گئی اور آسمان کانپ اوٹھا صدا اوسکی سارے شہر مین پھیل گئی غرض آواز کے سنتے ہی لوگ جمع ہو کر شاہزادے کو شاہ قیموس کے پاس لیگئے شاہزادہ چونکہ اوس حسین تھا بادشاہ دیکھکر بہت افسوس کرکے بولا اے شاہزادے تو ازبس کہ کم سن اور دنیا کی تماشے سے محروم ہے لازم ہے کہ اس خیال محال سے باز رہ اور میری لڑکی جو نادانی اور غرور حسن کے سبب سے سوال کرتی ہے اوس سوال کا آج تک جواب دینے والا کوئی شخص نہ ٹھہرا اور جان سی گذر الیس لازم ہی کہ تو بھی اس اندیشۂ باطل سے درگذر اور اونکی طرح ہٹ نکر اور اپنی جان پر رحم لا اسی طرح شاہ قیموس نے بہت سی نصیحت کی پر اوسکو اصلا اثر پذیر نہوئی آخر کو بادشاہ نے کہا کہ اول ہمکو شرط مہمانداری بجالانی ضرور ہے بعد ازان جو کچھ کرنے اور کہنے کی شرط ہے تم بجالائیو شاہزادے نے قبول کیا تب شاہ قیموس نے جو کچھ لوازمہ مہمانداری کا تھا طیار کرکے بھجوایا اور گلرخ بیگم کو ساتھ لے مہرانگیز کے پاس آکر فرمانے لگا کہ اے ظالم جفا کار اے خونخوار کجرفتار یہ کیا خیال محال ہے جو تونے اپنے دل مین ٹھانا ہے کہ خون بندگان خدا کا اپنی گردن پر لیتی ہے ان باتون سے کیا حاصل لازم ہے کہ اس غلط فہمی سے آپکو باز رکھ اور خون سے بچنا ہون کہ درگذر دیکھ کہ اب شاہزادہ ملک خاور کا بہت ساز و جواہر لیکر تیرے خواہش وصال مین یہان تک آیا ہے اگر تو اوسے اپنی شوہری مین قبول کرے تو بہتر ہے ہم تیرے مان باپ ہین تجھکو ہماری عدول حکمی کرنی گناہ عظیم ہے اور تونے جو عہد

ولگام جواہر نگار لا حاضر کیا شاہزادہ اوسپر سوار ہوکر دولت سرا مین آیا مگر عشق مہرانگیز کی گرمی سے سبب کہ شاہزادے کے مغز استخوان تک پہونچی تھی روز بروز ضعیف اور ناتوان ہوا جاتا تھا لہو لیقہ عشق کی تپ نے کیا ہے دل مین گھر + جس سے پھکتے ہین پڑے قلب و جگر + آخر اوس راز نہان سے پردہ اوٹھ گیا اور یہ بات ہر ایک پر کھل گئی ؎ یہ عشق کہو کہان نہین ہے + خالی ہے وہ گھر جہان نہین ہے + اس سبب سے وہ لوگ جو اوسکی خدمت مین بہت سرفراز تھے اور ہر ساعت خدمتگاری مین سب سے ممتاز تھے متفحص حوال ہوئے اور شاہزادیکی حقیقت کو بادشاہ کی خدمت مین عرض کرنیکے سوا کچھ چارہ نہ دیکھکر ماجرا بیان کیا کہ جہان بنیاد مہرانگیز کہ دختر شاہ قیموس کی ہے شاہزادہ اوسکے دریائے عشق مین غوطے کھارہا ہے اور رشتہ شرم کا اوسکی آنکھوں سے اوٹھ گیا ہے شاہزادیکی یہ حالت سنکر بادشاہ نے فرمایا کہ جیسا حکم تھا ہوا اتحاد کی مناسبت ہے کہ پہلے ایک نامہ ایلچی کے ہاتھ مہرانگیز کی طلب کے لیے روانہ کیا جائے اور ساتھ اوسکے اونٹونکے اوپر لعل گرانبہا اور جواہر بیش قیمت اور انواع و اقسام کی تحفے اور چیزین نفیس کہ بادشاہ کے لایق ہون بھیجی جائین اور اگر اوسپر بھی رضی نہو تب لشکر قہار خونخوار اور فوج بیشمار اوسکے اوپر مسلط ہوکر اوسکا تخت و تاج تاراج کرکے بعزت تمام اوس عنا شمایل کو حاضر کرین جب یہ مصلحت شاہزادے نے سنی تب حضور مین بادشاہ کی عرض کی کہ یہ بات نامناسب شہ نی نہین مین آپ وہان جاکر اوسکے سوال کا جواب دیکر اوسکو لا تاہون القصہ سب علما اور فضلا نے بادشاہ کو مصلحت دی کہ ایسے مشکل کام مین شاہزادیکو تنہا رخصت فرمانا مناسب اور صلاح دولت نہین بلکہ ہمراہ اوسکے فوج کا جانا واجب ہے مبادا کہ مغلوب ہوکر پشیمانی اور حیرانی اوٹھائے اوس قصہ کے راوی نے یون بیان کیا ہی کہ شاہزادہ طہماس جو بادشاہ کا بڑا بیٹا تھا تہیہ سفر کا کرکے اوس طرف فلکو روانہ ہوا خود ایک پری پیکر اچھے گھوڑے پر سوار ہو قطار شتر پر لعل و جواہر بیش قیمت بار کر منزل بمنزل راہ کو طی کرتا ہوا شہر مین شاہ قیموس کے جا پہونچا دیکھا کہ ایک قلعہ عظیم الشان ہی کہ کوہ کو اوسکی ہمسری سے کیا نسبت ہی اور اوسکے کنگرے پر ہزارون سر بادشاہون اور شاہزادونکے لٹکتے ہین ہمرخیہ کہ شاہزادے کے ساتھی یہ حالت دیکھکر گھبرائے اور بہت طرح سے مانع آئے کہ اے شاہزادے اب بھی اس خیال خام سے باز آؤ اور سر اپنا اس سودا مین مت کھوؤ اگرچہ شاہزادے نے بات کسیکی کچھ نسنی ناچار سب دست حسرت ملتے رہگئے آخر شاہزادے نے شہر کے اندر داخل ہوکر دیکھا کہ سارا شہر خوب آراستہ و پیراستہ ہی کوچے اوسکے باغ ارم کیطرح دلکشا نہریں اوسکی اطراف مین جا بجا جدھر دیکھو اودھر سب گلزار اور سبز پھولون کی بہار رو کا ئین اوسکی عاشق و معشوق کے مانند دوش بدوش

وہ اگر اپنی لڑکی کو خوشی سے میرے ہمراہ کردے تو بہتر نہین تو اوسکے ملک کو برباد کرکے اوس لڑکی کو لے آتا ہون شہزادے نے یہ بات قبول نکی اور کہا اپنے مطلب کے لیے ایک کا ملک مال و خانمان برباد کرنا کیا مناسب ہی مین خود وہان جاکر اوسکے سوال کا جواب دیکر اوسکو لے آؤنگا اے جوان مثل مشہور ہے ع تقدیر کے لکھے کو امکان نہین دھونا ✤ اور دفتر تقدیر مین منشی قضا نے جو کہ قلمبند کیا ہی کسکی مجال ہے کہ سر مو حرفون سی تفاوت کرے اوسکی تقدیر مین تو ایسا ہی لکھا تھا کیونکر ٹلتا آخر مین نے اوسکو حکم جانیکا دیا شاہزادہ مجھسے رخصت ہوکر اوسکے ملک مین جا پہونچا اور سوال کا جواب نہ دے سکا تب مہر انگیز نے اوسکا سر کاٹ کے اپنے عہد و پیمان کے بموجب قلعہ کے کنگرے پر لٹکوا دیا یہ خبر وحشت اثر جب مجھکو پہونچی سیاہ پوش ہوکر ایک چاہ ماتم خانے مین بیٹھا مارے غم کے روتا رہا محلات مین ماتم داری سی شور محشر برپا ہوا دوستون نے اوسکی جدائی سے پیراہن صبر کو چاک کیا اور عزیزون بھائیون نے سر کو آلودہ خاک کیا میرے دوسرے لڑکے نے اپنے بھائی کے غم و درد سے تنگ آکر مہر انگیز سے ملنے کا ارادہ کیا وہ بھی اپنے بڑے بھائی کیطرح پیالۂ زندگانی مین شربت مرگ نوش کر جان بحق تسلیم کر گیا اور داغ اندوہ میرے دل پر دیگیا القصہ ہر ایک لڑکا میرا اسیطرح ایک دوسرے کے پیچھے ملک عدم کو راہی ہوا اور کسی سے اوسکے سوال کا جواب بن نہ آیا سب کے سب شہید کربلاے عشق ہوئے مین تب سی لڑکونکے فراق مین بدحواس ہو ترک بادشاہی کر اس بیابان مین کہ وحشت فنا کا ثانی ہے گوشہ نشینی اختیار کرکے آتش غم سے جلتا ہون اور دن رات جگر پرسوز سے آہ شعلہ بار کھینچتا ہون

نظم کیا کہون اے دوست مہ مادری مشہور ہے ✤ زخم بیٹے کو لگے ماں کا کلیجہ چور ہے ✤ یہ مرا احوال ہے اور زندگانی ہی وبال ✤ کیا کہون جو کچھ گذرتا ہی مرے جی پر ملال ✤

شاہزادے نے یہ ماجرا جب بوڑھے سی سنا اوسی وقت تیر عشق مہر انگیز سے گھایل ہوا اور غلبۂ شوق دیدار سے بسمل ہیت عشق ہن دیکھے ہے سننے سے مجھے پیدا ہوا ✤ کچھ نہین معلوم یارو دل کو میرے کیا ہوا ✤

دوسری داستان مراجعت مین شاہزادیکے شکار سے اور مطلع ہونا بادشاہ کا شاہزادے کے عاشق ہونے پر اور جانا شاہزادے کا مہر انگیز کے پاس اور اوس کے سوال کے جواب نہ دینے کا باعث اور مارا جانا اوسکا

غرض اتنے عرصے مین ہمراہ کے سپاہی جو وقت شکار کے جدا ہوئے تھے ہر ایک طرف سے آکر جمع ہوے اور اوس شمع رو بے پروائی کے مانند تصدق ہونے لگے اور اوسی وقت ایک سمند تیز رو صبا رفتار کہ وہم سی بھی آگے قدم مارے بازین زین

پنڈ پڑجاتا ہے اوس وقت دیوانی نے سواے راست گوئی کے اپنا چھٹکارا نہ دیکھکر کہا اے جوان ایک ساعت میرے پاس بیٹھہ اور کان لگا کر سن میرے صدف دل سے یہ باتین کہ مانند دُرِ ناسُفتہ کے ہین جگہ پر اپنے ذہن ہوش مین بھر اے مسافر مین بادشاہ ولایت بابل کا تھا جہانگیر شاہ میرا نام ہے لشکر اور گنج مال ومنال بہت رکھتا تھا اور حق تعالی نے مجھکو سات بیٹے دیئے تھے ہر ایک صاحب ہمت وحشمت پادشاہی کرتا تھا ایکدن بڑے بیٹے نے کسی مسافر کی زبانی سنا کہ ترکستان کی ولایت اور چین ماچین کی سرحد مین قیموس شاہ بن طیموس شاہ ایک بادشاہ اوسکی لڑکی کا مہر انگیز نام ہی کہ روے زمین پر اوسکے مانند دوسری نہین جسکے جمال باکمال کے رشک سے ماہ تمام بھی داغ حسرت کا دل پر کھاتا ہی اور آفتاب عالمتاب شرمندگی کے باعث شب وروز سرگردان فلک پر چکر لگاتا ہے اوسکے حسن کے آگے یوسف حلقہ بگوشی کرے اور گل کو کیا نسبت کہ اوسکی نزاکت کے آگے دم لطافت کا بھرے غنچے کا کیا منہ کہ اوسکے روے زیبا کے سامنے منہ دکھائے اور لالہ اوسکے عذار آتشناک کو دیکھکر داغ حسرت دل پر کھائے **لمولفہ**

کہ روشن ہے عالم مین مہتاب سا
جسے دیکھکر محو عالم ہی کل
زبان جسکی اوصاف مین بند ہے

وہ زلف سیہ سنبل باغ حسن
مسی ہین دندانونکا عالم عجب

وہ چہرہ کہ ہی نو گل باغ حسن
پھر اوسمین ہنسی ہی قیامت غضب

عجب طرح کا حسن ہے دلربا
شگفتہ وہ رخسار مانند گل
لب لعل گلبرگ یا قند ہے

غرض سواے اوس لڑکی کے اور فرزند نہین رکھتا جبکہ وہ نونہال گلشن خوبی جوانی کی بہار پر آیا اور اوسکے کنول سی گات پر بھونرون نے گھر بنایا تب پیوند اوسکا موافق دستور قدیم واجب ہوا یعنی اوس سے شادی کرنے کے لیے ہر ایک اطراف اور بلاد کے شاہزادے آتے ہین اور اوسکے وصال کی خواہش رکھتے ہین لیکن اوسنے ایک شرط کی ہے کہ گل با صنوبر چہ کرد یعنی گل نے صنوبر سے کیا کیا جو کوئی اوس سوال کا جواب بجا لاوے مہر ادا کر سکے اوسکو شوہری مین قبول کرکے بہت سا مال اور گنج دے گی اور جو کہ اوس سوال کا جواب نہ دیسکے گا اوسکا سر کشور وجود سے جدا کرکے قلعے کی کنگرے پر لٹکا دیگی اے جوان جب مسافر کی زبانی اوس لڑکے نے یہ احوال سنا اوسی وقت سے عاشق ہو گیا اپنے جگر کو کباب کے مانند بریان کیا اور آنکھین ابر کے مانند گریان **بیت** دل تو نالان دیدہ گریان دیکھلو ٭ دیکھلو عاشق کا سامان دیکھلو ٭ اور میرے پاس آکر گریہ وزاری بیشمار واسطے رخصت ہونے اور حاصل کرنے دختر شاہ روم کے کرنے لگا ہر چند مین نے بہت نصیحت کی اور سمجھایا لاکن اوسنے کچھہ نمانا یعنی دوا نپند سود مند نہ آئی اور عشق نے اپنی طاقت دکھائی تب مین نے کہا کہ اے نور بصر اگر تمکو اوسکا وصال منظور ہے تو مین اپنا لشکر تمام لیکر شاہ روم کے پاس جاتا ہون

ہرن اوس ٹیلے پر چڑھ گیا ہر چند شاہزادے نے بھی گھوڑا اوپر ڈپٹایا پر ہرن نظر نہ آیا معلوم ہوا کہ کدھر
غائب ہوگیا یہ حیران رہ گیا اور گھوڑے نے مارے پیاس کے زبان نکالدی اور خشکی کے سبب کے
ہانپنے لگا شاہزادہ ناچار ہوا اوسکی باگڈور تھامے ہوئے خود پیادہ پا چلنے لگا خدا کو یاد کرتا چلا
جاتا تھا قضارا گھوڑا شدت گرمی سے اور مارے بھوکھ پیاس کے زمین پر گرا اور بیچارے نے نقد جان کو
ملک الموت کی حوالے کیا تب شاہزادہ روتا ہوا بیابان مین کہ جہان آدمزاد کا نام ونشان بھی نتھا قدم
اوٹھاے جاتا تھا تھوڑی دور گیا تھا کہ پھر ایک بلندی نظر آئی شاہزادے نے اوسپر چڑھکر ایک بڑا درخت
دیکھا کہ جڑ جسکی تحت الثرے کو پہونچی ہے اور ڈالیان اوسکی آسمان سی لگین ہین اور اوسکے نیچے ایک چشمہ پانیکا
کہ صفائی مین آبحیات سی بہتر اور شیرینی مین نبات کے شربت سی خوشتر ہر طرف اوسکے سبزہ زار اور ہر سمت نئے
پھولونکی بہار لالے کی گرد سوسن کی ٹٹی شفق اور شام کا نمونہ فضاے جانفزا اور گلشن دلکشا وہانکا باغ
رضوان سے حسن وخوبی مین دونا شاہزادہ اوس مقام کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور صنعت کاملہ صانع کی نگاہ کرنے لگا
آخرش گرتے پڑتے اوس چشمے تک جا پہونچا دم لیا اور چلو سے پانی پیا شکر پروردگار کا بجالاکر ادھر اودھر دیکھنے لگا
یک بیک کیا دیکھتا ہے کہ ایک تخت قابل بادشاہون کی نشست کے دھرا ہے اس سے جمین تھا کہ ناگاہ ایک دیوانہ
سر و پا برہنہ شور وغل مچاتا ہوا جنگل سے نکلا اور اوس درخت کی طرف چلا جب نزدیک پہونچا شاہزادے نے
دیوانے کی طرف دیکھا اور قیافے سی معلوم کیا کہ کوئی بزرگوار ہے آثار بزرگی کے اوسکی پیشانی پر شعاع خورشید کے
مانند نمودار اور چہرے سے اوسکے ماہتاب کی طرح روشنی کا جلوہ آشکار دیوانے نے بھی شاہزادیکو دیکھا پاس آکر
پوچھا تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے اس بیابان خونخوار مین کہ جہان پرندہ پر نہین مار سکتا اور درندہ کا
پتا خوف سے پانی ہوا جاتا ہے کیون آیا ہے کیا تجھکو اپنی جان کا خوف نہین ہے تب شاہزادے نے اپنی
حالت اوس دیوانے سے سربسر کہی اور پوچھا کہ آپ کون ہے اور تمھاری حقیقت مجھکو کچھہ معلوم نہین کہ کیون
ایسے بیابان جسیا مان مین وطن اپنا مقرر کیا ہے دیوانے نے کہا کہ اے جوان بہتر ہے کہ تو اس ماجرے کے
سننے سے باز رہے کہ حقیقت اپنی قابل کہنے کی تو کیا بلکہ لایق سننے کی بھی نہین ہے کسواسطے کہ اگر عروس
داستان غم کو تخت زبان پر جلوہ گر کرون تو یقین ہے کہ دل صدف کے مانند اپنے سینے کو چاک کر گوہر غلطان اشک
بیشمار اوسپر نثار کرے **لمولفہ** گر اوٹھے آہ جگر سے تو شرر پیدا ہو ٭ نالۂ دل سی مرے سخت خطر پیدا ہو
لیکن شاہزادے نے اوس کی واردات کی سننے کی لیے بہت سی ہٹ کی جیسے کوئی کسی کے پنڈ

دانایان ہنر پرور نے مخزن دل کو کھولکر اور کاملان سخن گستر نے میزان ہا نمین تولکر اس قصے کو مانند گوہر آبدار
اور جوہر تابدار کی روشنی بخش دیدہ انصاف سے فصاحت بلاغت کی کشتی مین رکھکر یون رشتہ تقریر مین منتظم
کیا ہی کہ مشرق کے ملکو نمین ایک بادشاہ تھا شمشاد لعل پوش نام دولت اوسکی لونڈی اور اقبال غلام عقل و
علم مین افلاطون زمان اور عدل و انصاف مین نوشیروان دوران ہمت مین حاتم طی سخاوت مین فرخندہ پی **نظم**

شہنشاہ ایسا وہ فرخندہ بخت — کہ زیبا تھا جسکو سلیمان کا تخت
وہ الحق کہ ایسا ہی تھا نامور — کہ دارا سے دربان تھے اوسکے گھر
سخاوت سے روشن تھا اوسکا چراغ — دل دوستان اوس سے تھا باغ باغ
وہ اقبال و دولت سے تھا بہرہ ور — فقیرونکو دیتا تھا بس سیم و زر
اگر عدل اوسکے انصاف کا کیا بیان — غلام اوسکی گھر کا تھا نوشیروان
شجاعت سے یون اوسکا دل تھا دلیر — کہ ہیبت سے اوسکی گریزان تھا شیر
وہ روشن جبین اوسکی جب دیکھیے — تو ماہ درخشان کو کب دیکھیے

غرض دولت بیشمار اور لشکر جرار اور ساتھ ہی تہمتن لشکر شکن
رکھتا تھا ہر ایک علم و عمل و ہنرمندی اور آداب بادشاہی مین طاق اور فنون سپہ گری اور امور سلطنت
و سیاست مین شہرہ آفاق ایک روز بڑا بیٹا باپ کے حضور مین آیا اور آداب بجالا کر عرض کرنے لگا کہ فدوی
کی طبیعت شہر مین بہت اوداس رہتی ہی اگر اجازت عالی پاؤن تو چند روز واسطے سیر و شکار کے جاؤن اور دل
اس شغل مین بہلاؤن شاید کہ کھٹکا ملالت کا دل سے نکلجاے اور جی گھبرانیسے باز آئی **للمؤلفہ** دل نہین لگتا کہین
سیر بیابان کیجیے ٭ چاک پیراہن کو اپنے تا بداماں کیجیے ٭ بادشاہ نے عرض شاہزادے کی قبول کی اور حکم شکار کا
دیا تب شاہزادے نے اوسیدم ہر شکار دن اور بہلیونکو فرمایا کہ باز اور شاہین شکرا اور بحری و سیاہ گوش
اور چیتے اور تازی اور پہاڑی صید افگن جتنے جانور شکاری ہین سب طیار کرین بعد ازان بہت سے جوان
شکار دوست قادر انداز کو ہمراہ لیکر متوجہ شکارگاہ کا ہوا غرض رفتہ رفتہ ایک کوہ کی دامن تک کہ بلندی مین
فلک کا ہمسر تھا جا پہونچا اتفاقاً وہان ایک ہرن بہت خوبصورت نظر آیا شاہزادہ اوسکے دیکھتے ہی ایسا فریفتہ
و شیفتہ ہوا گویا کہ آپ ہی اوس شکار کا شکار ہوگیا تب سبکو فرمایا کہ خبردار اور ہوشیار کوئی اسپر حربہ نکرے بلکہ جیتا
دام مین لاوے یا کمند سے گرفتار کرکے حضور مین صحیح و سالم حاضر کرے کہ بہت سا انعام پاویگا اور خود بھی اوسکی
گرفتاری کی تدبیر مین تھا جب ہرن نے دیکھا کہ راہ بھاگنے کی بند ہوتی ہی اور کا ہلی خواہ نخواہ جان کھوتی ہے تب
فوراً ایسی چوکڑی بھری کہ الگ پار ہوگیا اور اوچھلتا کودتا امید انکی طرف چلا شاہزادے نے بھی گھوڑا اوسکے پیچھے
ڈالا اور بیابان کا راستہ پکڑا یہان تک کہ لشکر سے جدا ہوگیا پر ہرن پر نظر لگائی جاتا تھا الغرض دوپہر ہوگئی
شاہزادے کا بدن پسینے پسینے ہوگیا اور مارے گرمی کے دم گھٹنے لگا ناگاہ ایک عظیم الشان بالو کا ٹیلا نظر آیا

کہ اس عالم نقش بر آب مین کوئی ایسا نقشہ جمائیے کہ دوستون اور آشناؤن مین یادگار رہجای اور ایک باغچہ ایسا لگائیے کہ جسکے پھولون کی خوشبو سے اہل معنی کے مشام مشک آگین اور اوسکی حلاوت سے کام ارباب سخن شیرین ہو جاے لیکن مدت سی یہ ارادہ دل کا دل ہی مین تھا اور محبوب اس مقصد کا بی لباسی سے نہایت منفعل ناگاہ ان روزون مین کہ فلک بکام اور وحشی مطلوب رام تھا گل وصنوبر کے قصے کو کہ زبان فارسی مین کسی شخص نے لکھا تھا قدر شناس سخن دانای علم و فن دولت و اقبال کا نور العین بابو گردچرن مین کی فرمایش سی اردو کے روزمرے مین ترجمہ کرکے عزیزون کے انجمن کا تحفہ اور سخن سنجون کی مجلس کا ہدیہ بنایا اور کئی اشعار آبدار اوسکی شان و شوکت کے بیان مین قلم راست نگار نے صفحۂ قرطاس پر لکھے اور چند جواہر آبدار کہ اوسکی بساط مین تھے اس جوہر شناس کی نظر دقیقہ سنج پر نثار کیے

نظم

رتبی اوسکی ہی معروف جہان جسنے روشن کردیا ہی اوسکا نام
چاند کی مانند نور افشان ہی وہ ہی وہ کیوان کیطرح عالی مقام
نونہال باغ دولت ہی وہ آب ذات سی جسکی ہے سبکا انتظام
یادگار اسکے لیے ہے یہ کتاب تا کرے وہ سیر اسکی صبح و شام
گوہر یکتاے درج فیض ہے منبع اخلاق ہے وہ لا کلام
وہ جوانمردمین ہی یکتای دہر جسکا آوازہ ہی پہونچا روم و شام
رہروان منزل مقصود کو اوسکی ہے دولت سے اسباب الحرام
سرفرازون مین ہے وہ سرفراز یہ دعا کرتا ہون مین اوسکو مدام
نام جسکا لکھا گیا تو شنیع ہین کہہ چلا آخر مین سبکو رام رام

ہر چند جوہر شناسون کی نگاہ مین کم قدر پوٹ کی کیا حقیقت ہی اور گوہر آبدار کے آگی سیپ کی کیا منزلت لیکن بوستان انصاف کے باغبان خوب جانتے ہین کہ گل کے ساتھ کانٹے کا ہونا اور سورج کی مقابل کالی گھٹا کا آنا کچھ عجب نہین اس لیے اصحاب دانش سے یہ امید رکھتا ہون کہ میری بادہ سرائی پر تیکھی نظرون سے نہ دیکھین بلکہ اگر کہین التزام کلام مین سہو و خطا نظر آوے تو اوسے لطف و کرم فرما کے اصلاح دین کہ نہ لے عیب سوا ذات واحد یکتا کے دوسرا نہین **شعر** الٰہی مین بندہ گنہگار ہون ٭ گناہون سی اپنے گرانبار ہون ٭ تجھے فضل کرتے نہین لگتی بار ٭ نہو تجھ سے مایوس امیدوار ٭ اور علت غائی یہ ہے کہ اس قصے کے پڑھنے سی خاص و عام کا جی خوش ہو اور یہ فقیر بدعا کے خیر یاد کیا جاے

آغاز داستان

پہلی داستان شمشاد لال پوش کی بڑے بیٹے کا شکار کو جانا اور زبانی جہانگیر بادشاہ کے تعریف مہر انگیز اور اوسکا سوال سنکر اوسپر عاشق ہونا

جگنو کو دیک درختون کو سبز پوشاک مستون کو سایۂ تاک آسمان کو اطلس آبی کی عبا زمین کو سبزہ نوخیز کی قبا اور سلک
منتظم رحمت نے سبکو انعام بے پایان دیا گل کو چمن روح کو تن کان کو جوہر صدف کو گوہر لعل کو تاب الماس کو آب
زمرد اوسکے فیضان سے سبز پوش ہے اور نیلم اوسکے احسان خانے سے ردائے نیلی بر دوش گل اوسکا نغمۂ توحید
سننے کے لیے گوش آرزو کھولے ہی اور بلبل اوسکی یاد مین طرح طرح کی بولیان بولے ہی نظم کہان مجھمین یہ طاقت ہی الٰہی +
کہ تیری مدح لکھون مین کماہی + ہے تیرا نور ہر ذرے مین پیدا + تری ہی شان ہی سب مین ہویدا + جمال گل رخان
جلوہ ترا ہے + کوئی کیا جانے تو کسمین ہے کیا ہے + گلستان مین اگر گل خندہ زن ہے + تو بلبل نالہ کش
طرف چمن ہے + کہین تو عشق سے آتش لگائی + کہین وہی حسن کو جلوہ نمائی + کہین لیلی پہ مجنون کو لبھایا +
کہین شیرین پہ ہے فرہاد شیدا + کوئی کشتہ کہین تلوار کا ہے + کوئی بسمل نگاہ یار کا ہی + کہین گل کی ہے
رنگت چھپائی + عنادل کو اوسکی ہے بھائی + کھڑا ہے یاد مین اوسکی صنوبر + کرے ہی قمری اسکا وصف اکثر +
صدف کے دل مین گوہر تونے بخشا + کہین پتھر مین جوہر تونے بخشا + زمین و آسمان تونے بنایا + تماشا ایک قدرت کا دکھایا
فرشتے نام سے تیرے ہین قایم + کیا کرتے ہین تیرا ذکر دایم + کہین گلزار کو آتش بنایا + کہین آتش سے اک جلوہ دکھایا +
لب عیسی مین جانبخشی ہی تجھسے + ادا اوصاف تیرے کب ہون مجھسے + قلم اب نعت احمد کچھ رقم کر + بنی تعظیم
احمد پشت خم کر + نہ جسکے مرتبے کو پہونچین افلاک + اوسکی شان مین آیا ہی لولاک + وہ ہے شیر بیابان نبوت + ہوئی
ختم اوسپر عالم مین خلافت + نہین اوسکی عنایت سے یہ کچھ دور + کہ میری عاجزی ہو جائے منظور + سلام اوسپر اور اوسکی آل
پر ہے + بھروسا اونکی ہی افضال پر ہے + بعد ازان فقیر حقیر رضائے الٰہی پر خرسند پیم چند یون لکھتا ہی کہ اس عالم ناپایدار
مین کسی چیز کو قرار نہین اور ہستی پہ سبکا مدار ہی اوسکی ذات لازوال کیواسطے بقا اور باقی سبکو فنا ہی مگر ایک گلستان
سخن کہ خزان جہان اوسکے گلون پر نہین آتی چور اونکی چوری اور رہزنون کی رہزنی سے دولت کہین نہین جاتی ہے
چمن اوسکا ہمیشہ تازہ و خرم رہتا ہی اور اوسکی نہرون مین زلال زندگانی بہتا ہی اوسکے مکان کی بنا کو زلزلے کا کچھ خطر
نہین اور ایوان کی قندیل کو صرصر فنا سے مطلق ضرر نہین یہ دولت خرچ کرنیسے دونی رات چوگنی ہوتی ہی اور طبع کی روانی
کدورت خاطر دم مین کھوتی ہی وہ دریا رواں ہی کہ کبھی نہین سوکھتا اور وہ چشمۂ فیض ہے کہ بند نہین ہوتا سخن اگر نہوتا
تو عالم کا انتظام نہوتا بلکہ کسیکا کچھ کام نہوتا ابیات ازل سے ابد تک سخن کا ہی چرچا + جدھر منہ دیکھا ہی گل کھلا تھا
گلستان پیش نہو دلکو کچھ بوستان سے + سروکار اوسکو ہی باد خزان سے + عبث ہی غرض دل لگانا کسی سے + بہت خوب ہے
شغل ہر دم اسی سے + اس باعث سے نئے نئے خیال دل پر گذرتے تھے اور طرح طرح کے اندیشے خاطر مین آتے تھے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد اوس صانع کو سزاوار ہی جسنے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور تمام عالم کو خلعت ہستی پہنایا اوسکے
ابر احسان سے کیاریان عشق و محبت کی سیراب ہین اور اوسکے باران رحمت سے کلیان حسن جمال کی شاداب
فلک پر جلوہ خورشید اوسکی قدرت کاملہ کا ایک ذرہ ہی اور سفیدۂ صبح اوسکے دریاے رحمت سی ایک قطرہ ہے
قلم مین طاقت کہان ہی کہ وصف اوسکی قدرت کا لکھے اور کاغذ مین یہ وسعت کہان کہ مدح اوسکی اوسمین گنجایش پکڑے
پشت فلک اوسکے بار احسان سے خم ہے اور مرغ زرین خورشید ہر سحر اوسکے خرمن رحمت سے دانہ کواکب چگکر شاکر ہی
زمین سے آسمان تک اجساد ارضی و اجرام سماوی نے اوسکی درگاہ کبریا مین پیشانی سجود جھکائی ہی اور ماہ
سے ماہی تک چھوٹے بڑے نے اپنی مراد پائی ہے جب اوسکا ناخداے کرم بادبان لطف اوٹھاتا ہی کشتی امید
جہان کو ساحل مراد پر پہونچاتا ہی اور دریاے عنایت اوسکا جب جوش پر آتا ہی گناہ کے جہازونکو ایک پلمین ڈبوتا ہی جو اوسکے
دہیان مین دہونی لگائے بیٹھے ہین سلطنت بیزوال اونکے نصیب ہے اور جو اوسکے خیال مین آنکھ بند کیے رہتے ہین وہ
آئینۂ دل مین ساری کیفیت دیکھتے ہین ایسا بادشاہ کہ فرشتے اوسکی ڈیوڑہی کے دربان ہین اور مہر و ماہ اوسکی درگاہ
جلال کے پاسبان انسان خاکی نہاد کو نور فراست اوسی نے بخشا اور دانش اوسی نے اوسکی داوری پر طومار شہادات [illegible]
عناصر اوسکے لطف کی باغبانی سی ہے اور انتظام گلشن ہستی اوسکے شحنۂ حکمت کی پاسبانی سی خاک سے ایسی ایک صورتین
بنائین کہ فرشتون کے دلونکو بھائین اوسکے پیرایان عنایت نے ہر ایک کو لباس الوان بخشا آفتاب کو نور ماہ کو ظہور اخترونکو چمک

Kissa Goul + Sanauber

INDIAN INSTITUTE

به عون صناع مکین و مکان فضل و خلاق زمین و زمان

قصہ گل و صنوبر

مطبع نامی منشی نولکشور مین آ طبع ہین مقبول جہان

Qiṣṣah-ĕ-Gul o Ṣanaubar.

15. D. 29.

Indian Institute, Oxford.
The Lucknow Sparks Library.
Presented
by
Munshi Newul Kishore.